

کیفِ آہ و فغاں

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ
حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

ناشر

اِدارہ تالیفاتِ اختریہ

بی ۳۸، سندھ بلوچ ہاؤسنگ سوسائٹی، گلستانِ جوہر بلاک نمبر ۱۲ کراچی
www.hazratmeersahib.com

بہ فیضِ صحبتِ ابرار یہ دردِ محبت ہے
محبت تیرا صدقہ ہے ثمر تیرے نازوں کے

بہ اُمیدِ نصیحت دوستو اس کی اشاعت ہے
جو میں یہ نشر کرتا ہوں خزانے تیرے رازوں کے

انتساب

یہ انتساب

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

اپنی حیاتِ مبارکہ میں اپنی جملہ تصانیف پر تحریر فرمایا کرتے تھے۔

احقر کی جملہ تصانیف و تالیفات

مرشدنا و مولانا محی السنہ حضرت اقدس شاہ ابرار الحق صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

اور

حضرتِ اقدس مولانا شاہ عبد الغنی صاحب پھولپوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

اور

حضرتِ اقدس مولانا شاہ محمد احمد صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

کی

صحبتوں کے فیوض و برکات کا مجموعہ ہیں

احقر محمد اختر عفا اللہ تعالیٰ عنہ

ضروری تفصیل

نامِ وعظ: کیفِ آہ و فُغاں

نامِ واعظ: محبی و محبوبی مرشدی و مولائی سراج المِلّت والدِّین شیخ العرب والعجم عارف باللہ
قطبِ زماں مجددِ دوراں حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

تاریخ وعظ: ۲۹ جمادی الاول ۱۴۱۸ھ مطابق یکم اکتوبر ۱۹۹۷ء بعد مغرب

مقام: مسجد حمزہ، لینیشا، جنوبی افریقہ

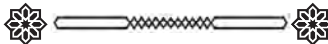
موضوع: امامِ عادل کی شرح

مرتب: حضرت اقدس سیّد عشرت جمیل میر صاحب رحمۃ اللہ علیہ
خادمِ خاص و خلیفہ مجازِ بیعت حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ

اشاعتِ اوّل: ۱۲ محرم ۱۴۳۶ھ مطابق ۵ نومبر ۲۰۱۴ء

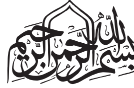
اشاعتِ دوم: محرم ۱۴۳۸ھ مطابق اکتوبر ۲۰۱۶ء

ناشر: ادارۂ تالیفاتِ اختریہ
بی ۳۸، سندھ بلوچ ہاؤسنگ سوسائٹی، گلستانِ جوہر بلاک نمبر ۱۲ کراچی



فہرست

عنوانات | صفحہ نمبر



کیفِ آہ وفُغاں

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَ کَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُ

قَالَ رَسُوْلُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

سَبْعَۃٌ یُّظِلُّھُمُ اللہُ فِیْ ظِلِّہٖ یَوْمَ لَا ظِلَّ اِلَّا ظِلُّہٗ

(صحیح البخاری: (قدیمی)، باب من جلس فی المسجد ینتظر الصلٰوۃ، ج ۱ ص ۹۱)

سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ہمیں ایک بہت بڑی خوشخبری عطا فرمائی ہے کہ سات قسم کے لوگ ہوں گے جن کو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اپنے عرش کا سایہ عطا فرمائے گا۔ قیامت کے دن کتنی پریشانی کا عالم ہوگا کہ ماں بیٹے سے، باپ بیٹی سے، بھائی بھائی سے اور میاں بیوی سے بھاگے گا:

﴿یَوْمَ یَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ اَخِیْہِ ○ وَاُمِّہٖ وَاَبِیْہِ ○ وَصَاحِبَتِہٖ وَبَنِیْہِ ○﴾

(سورۃ عبس: آیۃ ۳۴ تا ۳۶)

ہر شخص کو ایک پریشانی کا عالم ہوگا، سورج کی گرمی سے کوئی گھٹنوں تک پسینہ میں ہوگا، کوئی کمر تک، ایسے وقت میں اللہ تعالیٰ کے عرش کا سایہ اگر مل جائے تو کتنا مزہ آئے گا اور بعض محدثین نے فرمایا کہ سایۂ عرش سے مراد اللہ کی رحمت کا سایہ ہے یعنی جس کو اللہ اپنے عرش کے سایہ میں بلائے گا تو سایۂ عرش اور سایۂ رحمت دونوں میں امتزاج رہے گا، یہ نہیں کہ ابھی تو عرش کے سائے میں آجاؤ پھر تھوڑی دیر بعد دوزخ میں بھیجتے ہیں۔ عرش کے سائے میں اسی کو بلائیں گے جس کو اپنی رحمت سے بخشنا اور مغفرت دینا منظور ہوگا لہٰذا اس

حدیث شریف میں جو سات قسم کے لوگ ہیں جن کو عرش کا سایہ ملے گا، وہ بخشے جائیں گے ان شاء اللہ، کیونکہ یہ ناممکن ہے کہ ایک کریم مالک اپنی رحمت کے سائے میں بلا کر پھر جہنم میں دھکیل دے۔ تو ہم سب کو چاہیے کہ یہ سات قسم کی صفات سمجھ کر ہم ان ساتوں قسموں میں شامل ہوجائیں یا کسی ایک میں داخل ہو جائیں۔ آج میں کوشش کروں گا کہ آپ سب اس کی پہلی قسم میں شامل ہوجائیں، میں اس حدیث کے مفاہیم کو اس طرح پیش کرنے کی کوشش کروں گا کہ ان شاء اللہ غریب سے غریب آدمی بھی اس کو حاصل کرلے گا۔

سایۂ عرشِ الٰہی پانے والا پہلا شخص......امامِ عادل

تو نمبر ایک قسم ہے امامِ عادل، سلطانِ باانصاف جو اپنی سلطنت کو عدل سے چلائے۔ بعض محدثین نے فرمایا ہے کہ ہر انسان جو اپنے گھر کا بڑا ہے یہ بھی امامِ عادل بن سکتا ہے، اپنے بیوی بچوں میں عدل کرے، فیکٹری والا اپنے کارخانہ کے مزدوروں میں عدل کرے جو جس کمپنی کا مالک ہے اس کمپنی میں عدل وانصاف کرے تو ہر بڑا اپنے ماتحتوں پر عدل کرنے سے اس حدیث شریف کی نعمت میں شامل ہوجائے گا اور وہ بھی امامِ عادل ہوگا، دلیل قرآن پاک کی یہ آیت ہے:

﴿رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْيُنٍ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا○﴾

(سورۃ الفرقان: آیۃ ۷۴)

تو اس آیت کی رو سے ہر انسان اپنے گھر کا امامِ عادل ہے۔ حضرت حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بظاہر بعض لوگوں کو شبہ ہوگا کہ نعوذ باللہ اس دعا میں اِمَامُ الْمُتَّقِیْنَ بننے کا سوال ہے جبکہ بڑائی چاہنے کو تو

منع کیا جاتا ہے کہ بڑائی مت تلاش کرو، اسی طرح ایک حدیث ہے کہ:

((اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنِیْ فِیْ عَیْنِیْ صَغِیْرًا وَّفِیْ اَعْیُنِ النَّاسِ کَبِیْرًا))

(کنز العمال: (دار الکتب العلمیۃ)، ج ۲ ص ۸۲)

اے خدا! ہم کو ہماری نظر میں چھوٹا کردے مگر مخلوق کی نظر میں بڑا کردے۔ خود بڑا بننا اور بڑائی جتانا تو حرام ہے لیکن اللہ تعالیٰ سے مانگنا کہ اپنے بندوں کے دلوں میں ہماری بڑائی داخل فرمایئے، تو یہ طریقہ مسنون ہے اور تعلیمِ نبوت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہے کیونکہ اگر لوگوں میں، مخلوق میں یہ معزز نہیں ہوگا تو کیا کوئی اس کی بات سنے گا؟ دین کی دعوت کے لئے بھی اس کی ضرورت ہے، یہ بھی اللہ سے مانگو کہ اپنی نظر میں چھوٹے رہو کیونکہ اگر حق تعالیٰ کی رحمت اور فضلِ رحمانی نہ ہوتو کیا ہوگا؟ اپنے دل میں بڑا ہو جائے گا لہٰذا اپنی نگاہوں میں چھوٹا ہونا بھی اعتقادی حسن و جمال اور عبدیت کی شان ہے، مالک کا کرم ہو تب آدمی سمجھتا ہے کہ میں خود اپنی قیمت کیوں لگاؤں؟ جو غلام اپنی قیمت خود لگاتا ہے وہ احمق ہے، بے وقوف ہے، غلام اپنی قیمت نہ خود لگا سکتا ہے نہ دوسرے غلام لگا سکتے ہیں، ایک کروڑ غلام کسی غلام کو سلام کرتے ہیں تو اس کی قیمت میں کوئی اضافہ نہیں ہوتا، بس اللہ تعالیٰ جو قیمت لگائیں، غلام کی قیمت قیامت کے دن مالک لگائے گا۔

ہم ایسے رہے یاں کہ ویسے رہے
وہاں دیکھنا ہے کہ کیسے رہے

حضرت شیخ عبد القادر جیلانی بڑے پیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

ایماں چو سلامت بہ لب گور بریم
احسنت بریں چستی و چالاکی ما

جب میں ایمان کو سلامتی سے قبر میں لے جاؤں گا، خاتمہ ایمان پر ہو جائے گا تب میں اپنی عبادت پر ہر چیز پر خوشی مناؤں گا، ابھی تو کچھ نہیں معلوم کہ خاتمہ

کیسا ہونا ہے؟ حکیم الامت مجدد الملت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مجھے یہ غم کھائے جارہا ہے کہ قیامت کے دن اشرف علی کا کیا حال ہوگا؟ آہ! بڑے بڑوں کا تو یہ حال ہے اور ہم چند رکعت پڑھ کے انتظارِ وحی کرتے ہیں کہ اب تو ہم فرشتے ہوگئے۔ بندہ جب اپنی نظر میں برا ہوتا ہے اللہ تعالیٰ کی نظر میں بھلا ہوتا ہے اور جب اپنی نظر میں بھلا ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی نظر میں برا ہوتا ہے۔

اس لئے دوستو! کبھی کبھی اللہ تعالیٰ سے یہ دو جملے تو کہہ ہی لیا کرو کہ اے خدا! میں سارے مسلمانوں سے کمتر ہوں فی الحال اور سارے کافروں اور جانورں سے کمتر ہوں فی المآل کہ معلوم نہیں خاتمہ کیسا ہونا ہے؟ ان شاء اللہ ان دو جملوں کی برکت سے آپ کے تکبر کے جراثیم مردہ ہوجائیں گے اور خاتمہ اس حالت میں ہوگا کہ آپ کا قلب تکبر سے پاک ہوگا اور وَلَا یَجِدُ رِیْحَھَا کے عذاب سے آپ نجات پاجائیں گے، تکبر کے ساتھ جو مرے گا تو جنت کی خوشبو بھی نہیں پائے گا، چاہے ایک لاکھ حج کررہا ہو، ایک لاکھ عمرہ کررہا ہو، ایک لاکھ نفلیں روزانہ پڑھ رہا ہو۔

سچے اللہ والوں کی پہچان

اس لئے اسی مرض کو نکالنے کے لئے بزرگوں کا دامن پکڑا جاتا ہے کیونکہ یہ لوگ تکبر کے ایٹم بم کے ڈسپوزل ایکسپرٹ ہیں، اسکواڈ نہیں ہیں کیونکہ اسکواڈ میں تو کوئی پولیس والے ہوتے ہیں، بس ایک شیخ کے سامنے رہو، اس کی صحبت ہی سے تکبر کے جراثیم مرجائیں گے۔ اگر شملہ پہاڑی پر جڑی بوٹیوں کی خوشبو سے ٹی بی کا زخم اچھا ہوسکتا ہے تو اللہ والوں کے ماحول میں رہنے سے غفلت کا کینسر، تکبر کا کینسر کیوں نہیں اچھا ہوگا؟ لہٰذا جو شخص یہ چاہے کہ مجھے تکبر کی بیماری، ریا کی بیماری اور سوءِ خاتمہ کی بیماری کے خطرناک جراثیم سے

نجات مل جائے اس کو اہل اللہ کی صحبت میں اور بزرگوں کی صحبت میں رہنا چاہیے۔ لیکن بزرگوں کی پہچان کیا ہے؟ اس کو بزرگ نہ سمجھو جو سمندر کے کنارے لنگوٹا باندھ کر بیٹھا ہے، نہ نماز نہ روزہ، جسم پر راکھ ملے ہوئے سادھو فقیر بنا ہوا ہے، کہتا ہے کہ میں تو عرشِ اعظم کی سیر کرتا رہتا ہوں، نماز تو زمین والوں پر فرض ہے، عرش والوں پر تھوڑی فرض ہے اور جتنے بیوقوف لوگ ہیں ایسے ہی آدمی کے پاس جاتے ہیں جو شریعت وسنت کے خلاف ہو جبکہ بزرگ فرماتے ہیں ۔

گر ہوا پہ اُڑتا ہو وہ رات دن
ترکِ سنت جو کرے شیطان گن

جو ہوا پر اُڑ کر دکھائے اگر سنت کے خلاف ہے، حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا طریقہ چھوڑے ہوئے ہے تو نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے طریقہ سے ہٹ کر کوئی اللہ کا پیارا کیسے ہوسکتا ہے؟ لہٰذا کرامت کو مت دیکھو، ہوا پر اُڑنے سے اگر کوئی ولی اللہ ہوتا ہے تو مکھی بھی ہوا میں اُڑتی ہے، اسی سے مرید ہو جاؤ، اگر بغیر کشتی کے دریا میں چلنے سے ولی اللہ ہوتا ہے تو تنکا بھی بہا جا رہا ہے، اسی سے مرید ہو جاؤ اور اگر حال آنے سے آپ اس کو ولی اللہ سمجھتے ہیں تو سانپ کو بھی حال آتا ہے، جب بین بجائی جاتی ہے تو اپنا پھن لہراتا ہے تو اسی سے مرید ہو جاؤ، وہ تو بہت جلد آسمان پر پہنچا دیتا ہے، سیکنڈوں میں ساتوں آسمان پار کرا دیتا ہے، ڈس لے گا، جان ختم ہو جائے گی، آسمان پر پہنچ گئے۔ اسی لئے ہمارے حضرت مولانا محمد احمد صاحب پرتاب گڑھی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ کسی پیٹو دنیادار کا حال مت دیکھو، یہ دیکھو کہ سنت پر چلتا ہے یا نہیں؟ بزرگی کا معیار نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے نقشِ قدم پر ہے۔ اختر کا شعر ہے جو آپ سے خطاب کر رہا ہے ۔

نقشِ قدم نبی کے ہیں جنت کے راستے
اللہ سے ملاتے ہیں سنت کے راستے

لہٰذا حضرت فرمایا کرتے تھے کہ کسی کا حال دیکھ کر اس کے جال میں مت پھنسو اور پھر یہ شعر پڑھتے تھے ؎

حال تیرا جال ہے مقصود تیرا مال ہے
کیا خوب تیری چال ہے لاکھوں کو اندھا کر دیا

بڑے بڑے ایم ایس سی اور بی ایس سی اور گریجویٹ سادھو بابا کے پاس ہاتھ جوڑے کھڑے ہیں کہ بابا ہمارا مقدمہ ٹھیک کرادو، معلوم ہوتا ہے کہ سب اختیار انہیں کے ہاتھ میں ہے، یہ بابا نہیں ہے یہ یَاْبی ہے۔ یہ اَبی یَاْبی سے یَاْبی ہے کیونکہ نماز روزہ کچھ نہیں کرتا۔ طریقت، شریعت سے کوئی الگ چیز نہیں ہے، شریعت وطریقت کی تعریف سمجھ لو، شریعت اسٹرکچر ہے اور طریقت فنشنگ ہے، شریعت گولہ ہے طریقت اس کا رس ہے، محبت اور خشیت کا رس ہے، یہ کیا ہے کہ اسٹرکچر غائب ہے اور فنشنگ ہو رہی ہے، یہ کون سی عمارت ہے بھئی! ایسی کوئی عمارت دکھاؤ کہ اسٹرکچر نہ ہو اور وہاں رنگ و روغن ہو رہا ہے، کیا ہواؤں پر رنگ و روغن کرو گے؟ سنت کی زندگی ہونی چاہیے اور کسی اللہ والے کی دوستی سے اس میں محبت کی آمیزش کر دو۔

لذّتِ فریادِ سجدہ

سجدہ کرو مگر محبت سے سر رکھو، محض قانونی سجدہ نہ کرو، آج کل برادر اِن لا، فادر اِن لا، مدر اِن لا ہوتے ہیں، اللہ کو قانونی پالنے والا مت سمجھو، سر کو محبت سے اللہ کے حضور سجدہ میں رکھو، اور جب سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی کہو کہ اے میرے پالنے والے! آپ پاک ہیں نہایت عالی شان ہیں تو مزہ آجائے گا ان شاء اللہ۔ اللہ والوں سے پوچھو، مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھو کہ ان کو ایک سجدہ میں کتنا مزہ آتا ہے۔ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

لیکِ ذوقِ سجدۂ پیشِ خدا
خوشتر آید از دو صد ملکت ترا

جب میں اللہ تعالیٰ کے حضور میں سجدہ کرتا ہوں تو کتنا مزہ آتا ہے؟ دو سو سلطنت سے زیادہ مزہ آتا ہے، سلطنت کی بھیک پانے والے اَور ہیں اور جو سلطنت کی بھیک دیتا ہے اس کے قدموں میں سر رکھنے والے اَور ہیں ؎

پس بنالی کہ نخواہم مُلک ھا
مُلکِ آں سجدہ مسلّم کن مرا

جب سجدہ کا ذائقہ مل جائے گا تو روئے گا کہ اے خدا! ہمیں ملک نہیں چاہیے ہمیں مالک چاہیے، اے خدا! مجھ کو عبدیت کا ذائقہ اور سجدہ کا مزہ مسلّم عطا فرما، مرغ مسلّم کھانے والو! ذرا سجدہ مسلّم بھی مانگو اللہ سے ؎

بادشاہانِ جہاں از بد رگی
بو نہ بردند از شرابِ بندگی

دنیا کے بادشاہوں کی رگوں میں گٹر لائن ہے، گندگی بہہ رہی ہے، ان کی رگوں میں دنیا کی محبت گھسی ہوئی ہے، یہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کی خوشبو سے محروم ہیں، اگر یہ اللہ کی محبت کا مزہ پا جاتے تو سلطان ابراہیم ابن ادھم رحمۃ اللہ علیہ کی طرح تخت و تاج کو لات مار دیتے۔

ایک بادشاہ کو جب اللہ کی محبت کا مزہ ملا تو اپنی بادشاہت چھوڑ کر دوسرے ملک میں جا کر اینٹیں بنانے لگا، مزدور بن کر مزدوری کرتا تھا مگر نقاب ڈالے ہوئے تھا تاکہ دوسرے ملک والے مزدور سمجھ نہ جائیں کہ میں کسی ملک کا بادشاہ ہوں کیونکہ بادشاہوں کا بڑا اقبال ہوتا ہے، ان کا چہرہ بتا دیتا ہے لہٰذا مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ نقاب ڈال کر اینٹیں بناتا تھا۔ ہفتہ میں ایک دن مزدوری کرتا تھا اور سات دن اسی سے کھاتا تھا اور اللہ اللہ

کرتا تھا، ایک دن تیز ہوا چلی تو اس کے چہرہ سے نقاب اُڑ گیا، تو شاہی چہرہ دیکھ کر مزدوروں میں آپس میں گفتگو شروع ہوگئی کہ یہ تو کوئی بڑا شخص معلوم ہوتا ہے، یہ مزدور ہرگز نہیں ہے، یہ خبر اس ملک کے بادشاہ تک پہنچی تو بادشاہ بھی گھبرایا ہوا آیا کہ پتا نہیں کسی دوسرے ملک کا جاسوس تو نہیں آ گیا اور اپنا خیمہ اسی جگہ لگایا جہاں یہ مزدور تھا اور کہا کہ سب مزدور چلے جائیں اور یہ نقاب پوش مزدور میرے پاس آ جائے جو نقاب ڈالے ہوئے ہے اور اس سے کہا کہ نقاب ہٹائیے! اب وہ کیا کرتا، کتنا ہی بڑا پیر فقیر ہو یا بادشاہ ہو دوسرے ملک میں تو رعایا ہو گیا تھا، اس نے نقاب ہٹا دیا تو بادشاہ نے کہا کہ دیکھو بھئی! آپ مجھے بادشاہ لیکن تارکِ سلطنت معلوم ہوتے ہو، آپ مجھ سے بلند تر ہو کیونکہ میں عاشقِ سلطنت ہوں اور غلامِ سلطنت ہوں اور آپ تارکِ سلطنت ہو لہٰذا آپ میرے ساتھ چلو اور جہاں تختِ شاہی ہے، میں جہاں بیٹھتا ہوں آپ وہاں بیٹھو اور میں آپ کی رعایا بننے کے لئے تیار ہوں اور یہ شعر پڑھا ؎

پیشِ ما باشی کہ بختِ ما بود
جانِ ما از وصلِ تو صد جاں شود

آپ میرے پاس رہا کرو کہ میری قسمت جاگ جائے، میری جان آپ کی ملاقات سے سو جان ہو جائے گی، اب وہ مجبوراً چلا تو گیا مگر اس کا دل گھبرانے لگا کہ بادشاہت چھوڑ کر آیا تھا کہ یہاں اللہ اللہ کروں گا لیکن اس بادشاہ نے ہم کو پھر بادشاہ بنا دیا تو اس تارکِ سلطنت بادشاہ نے کہا جو مزدور بنا ہوا تھا کہ حضور! میں تختِ شاہی تک تو آ گیا ہوں اور بیٹھ بھی گیا ہوں لیکن مجھے آپ سے ایک بات کرنی ہے، ذرا کان میرے منہ کے پاس لائیے، میں آپ سے ایک بات کہنا چاہتا ہوں، بس اس نے درد بھرے دل سے، جلے بھنے دل سے نہ جانے اللہ تعالیٰ کی محبت کی کیا بات کی کہ وہ پاگل ہو گیا، اس نے کہا کہ مجھے بھی اپنے ساتھ

دوسرے ملک میں لے چلو، میں بھی اپنی بادشاہت کے دائرہ میں نہیں رہوں گا، تم نے اپنا ملک چھوڑا میں بھی اپنا ملک چھوڑوں گا، چلو دونوں آدمی کسی تیسرے ملک میں بھاگ چلیں، وہاں جا کر یہ دونوں بادشاہ اللہ اللہ کرنے لگے، مزدور ہو گئے۔

اللہ کے باوفا بندے

تو مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اتنا پیارا ہے کہ نہ جانے کتنے سلاطین اپنا تخت و تاج نیلام کر چکے۔

شاہی و شہزادگی در باختہ

از پئے تو در غریبی ساختہ

سلطان ابراہیم ابن ادھم رحمۃ اللہ علیہ کی شان میں مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اے خدا! یہ بادشاہ سلطنتِ بلخ چھوڑ کر دریا کے کنارے آپ کی عبادت کر رہا ہے، یہ شاہی و شہزادگی آپ پر ہار گیا ہے، آپ کی محبت پر فدا کر دیا، آپ کی محبت میں غریب الوطن بن گیا، پردیس میں بھاگ گیا، بادشاہت کا وطن چھوڑ دیا۔

تو جب اللہ تعالیٰ کے نام کا مزہ آجاتا ہے تو آدمی در بدر پھرتا ہے اور مربی پر فدا رہتا ہے اور مُربّہ بنتا رہتا ہے اور ایسا مُربّہ بنتا ہے کہ وہ خود اپنا بنا ہوا مُربّہ کھاتا رہتا ہے، اس کے قلب و روح میں اس قدر دردِ دل، اتنی محبت کی مٹھاس اللہ گھول دیتا ہے کہ وہ خود بھی مست رہتا ہے اور دوسروں کو بھی مست کرتا ہے، اللہ تعالیٰ کے دیوانے ایسے نہیں ہوتے کہ خود دیوانے ہوں اور دوسروں کو دیوانہ نہ بنا سکیں، یہ ناقص دیوانہ ہے، مکمل پاگل وہ ہے جو اللہ کے عشق و محبت میں دوسروں کو بھی پاگل کر دے مگر باوفا ہو۔ یہ خاص جملہ سن لو۔ اللہ کا باوفا بندہ وہ ہے جو اپنی خوشی کو چھوڑ دے اور اللہ کی خوشی پر چلے اور جو اپنا دل خوش کر کے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کو ذبح کرتا ہے، اللہ کی مرضی کے خلاف چلتا ہے، اللہ کا حکم ہے کسی کالی گوری کو مت دیکھو، کسی کی بیٹی بہو کو مت دیکھو، کسی کی ماں، خالہ، بہن کو مت دیکھو،

کسی کے بیٹے کو بھی بری نظر سے مت دیکھو کیونکہ وہ تمہارا دوست بھی ہے اور بابا آدم علیہ السلام کا بیٹا بھی ہے، یہ اولادِ آدم ہے، نبی کی اولاد کو بری نظر سے دیکھنا کیسے جائز ہوگا؟ یہ مراقبہ کرلیا کرو، جب کسی لڑکے کو یا کسی کالی گوری کو دیکھنے کا دل چاہے تو یہ سوچو کہ یہ حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد ہیں، یہ لوگ یَا بَنِیۡۤ اٰدَمَ ہیں یا نہیں؟ تو پیغمبر کے بچوں کو بری نظر سے کیوں دیکھتے ہو؟

کیسا مضمون ہے یہ؟ دیکھو! اس زمانہ میں بہت سی خانقاہوں میں جاؤ پھر جب میری بات سنو گے تب قدر معلوم ہوگی کہ اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے اور اپنے فضل سے اختر سے کیا کام لے رہا ہے، لہٰذا کرسچن لڑکیوں کو بھی بری نظر سے مت دیکھو، یہ مت سوچو کہ کافر کا مال ہے۔ میرے شیخ نے بتایا تھا کہ پورب کا ایک آدمی ہر کافرہ عورت کو دیکھ کر کہتا تھا کہ یہ تو کافر کا مال ہے، اس میں کیا ڈر ہے، مالِ غنیمت میں کیوں دیر کروں؟ تو حضرت فرماتے تھے کہ نہیں! کسی کافر عورت کو بھی بری نظر سے دیکھنا جائز نہیں ہے کیونکہ اولادِ آدم ہے:

﴿وَلَقَدۡ کَرَّمۡنَا بَنِیۡۤ اٰدَمَ﴾

(سورۃ بنی اسرآئیل: آیۃ ۷۰)

جب اللہ تعالیٰ نے اس کو کَرَّمۡنَا بنایا تو تم اس کے ساتھ گندے فعل کا ارادہ کیوں کرتے ہو؟ اس کو گندی نظر سے کیوں دیکھتے ہو؟ وہ مکرم ہیں، اسی لئے کافر کی کھوپڑی سے بھی دوا بنانا جائز نہیں ہے، مرگی کے لئے ایک گولی بنتی ہے اس میں کھوپڑی کا سفوف چاہیے لیکن ہر مفتی نے یہی لکھا ہے کہ انسان کے اعضاء سے دوا نہیں بنائی جاسکتی۔

صحبتِ اہل اللہ میں دل کی آنکھیں بنوالو

تو میں یہ عرض کررہا تھا کہ اللہ تعالیٰ کی محبت کا مزہ لے لو ورنہ مرنے کے بعد پچھتاؤ گے، جس مزے کے سہارے ہم جی رہے ہیں کہ یہ میرا امکان ہے،

میری مرسڈیز ہے، میرا کاروبار ہے، تو اپنے ساتھ سوائے کفن کے کچھ نہ لے جاؤ گے، لہٰذا جلدی سے اللہ پر فدا ہو جاؤ۔ لیکن اس مالک کی عبادت اور نام کی لذت اکیلے نہیں پا سکتے جب تک کہ اللہ کے عاشقوں کی صحبت میں نہ رہو، کتنی ہی حسین بیوی ہو اگر آنکھ میں موتیا اتر آئے تو کیا اس کا حسن نظر آئے گا؟ چاند جیسی حسین بیوی کا حسن اس کو نظر ہی نہیں آئے گا، کوئی لاکھ اس کو بتائے کہ تمہارے گھر میں تو حسین بیوی ہے پھر دوسروں کا حسن کیوں دیکھتے ہو؟ وہ کہتا ہے کہ بھئی! راوی میں شک بھی تو ہوتا ہے، راوی پر جِرح بھی کی جاتی ہے لیکن اگر موتیا کا پانی نکلوا لو تو کسی راوی کی ضرورت نہیں پڑے گی۔ اللہ والوں کی صحبت میں رہو، روح کا موتیا کا پانی نکلوا لو، بِلا آپریشن آنکھ کا موتیا ٹھیک ہو جائے گا تو اللہ تعالیٰ پر فدا ہو جاؤ گے، اللہ کا پیار، حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا جمال اور سنت کے راستے کی لذتیں پا جاؤ گے۔

پردے اٹھے ہوئے بھی ہیں ان کی اِدھر نظر بھی ہے
بڑھ کے مقدر آزما سر بھی ہے سنگ در بھی ہے

ہر لمحہ اللہ پر فدا ہونے کا دل چاہے گا اور ہر وقت خدائے تعالیٰ بے شمار جانیں اس کو عطا فرمائے گا۔

کشتگانِ خنجرِ تسلیم را
ہر زماں از غیب جانِ دیگر است

جو اللہ کے حکم پر اپنی خوشیوں کو ختم کرتے رہتے ہیں، اللہ تعالیٰ ان کو خوش رکھنے کی ضمانت اور کفالت قبول فرماتا ہے اور جس کا دل خدا خوش رکھے گا سارا عالم بھی اس کی خوشی کو ناخوشی سے تبدیل نہیں کر سکتا اور ساری دنیا کی خوشی چند روزہ ہوتی ہے، ساری دنیا کی خوشی اور سارے سہارے ختم ہونے والے ہیں یا نہیں؟ بتاؤ! کسی کی جوانی پر مرو گے تو جوانی تو بڑھاپے سے تبدیل ہو رہی ہے، اب

کہاں جاؤ گے؟ تمہارا تو قبرستان ہی ختم ہوگیا، جہاں مر رہے تھے اپنا مرقد بنا رہے تھے، تمہارا جائے رُقُود ہی غائب ہوگیا، جوانی بڑھاپے سے تبدیل ہوگئی، ہمیں کوئی نعمت ایسی بتادو، بریانی، سموسہ، خوشبودار پلاؤ کہ اس کی لالچ میں جماعت کی نماز بھی چھوڑ رہا ہے لیکن رات کو کس حالت میں کھایا اور صبح لیٹرین میں کس حالت میں اخراج کیا، آپ اپنے بطون اور پیٹوں کو تو دیکھو کہ آپ کے کتنے معزز پیٹ ہیں کہ کھاتے اچھا ہیں نکالتے کیسا ہیں؟

تو دنیا میں کوئی چیز نہیں جو محبت کے قابل ہو سوائے اللہ کے کیونکہ ہر چیز فانی ہے، سب کے جغرافیے بدلنے والے ہیں۔ ایک آدمی کسی پر عاشق ہوا اور پانچ سال کے بعد اس کے پاس آیا تو دیکھا کہ معشوق کا سارا جغرافیہ ہی بدلا ہوا ہے، اب اس کی طرف دیکھا ہی نہیں جا رہا، تو دوسری طرف منہ کر کے پانچ سالوں میں لکھے ہوئے سارے خطوط پڑھتا تھا کہ میں تمہارے عشق میں رات بھر یوں تارے گنتا تھا، یوں روتا تھا تو اس معشوق نے ایک طمانچہ مارا کہ پانچ سال کے بعد آئے ہو تو مجھ کو دیکھتے کیوں نہیں ہو؟ جب پوری ملاقات ہے تو خط جو آدھی ملاقات ہے اس پر کیوں گذارا کر رہے ہو؟ بھئی! خط و کتابت آدھی ملاقات ہے، اَلْمَکْتُوْبُ نِصْفُ الْمُلَاقَاۃِ تو اس نے کہا کہ اب مجھے بتانا ہی پڑے گا، بات یہ ہے کہ میں جس پانی پر مرا تھا وہ پانی بدل گیا، تالاب وہی ہے، آپ کا اسٹرکچر وہی ہے، مگر جس پانی پر اور جس نمک پر میں مرا تھا وہ سب ختم ہوگیا، یہ گدھوں کی سی چند روز کی جو مستیاں ہیں یہ سخت نادانی اور خدا کے قہر اور غضب کی مستی ہے۔ یاد رکھو! جو شخص حسینوں کو دیکھ کر ہائے ہائے کر رہا ہے کہ خدا نے کیا شکل بنائی ہے، تو اس لعنتی فعل کو ذریعۂ معرفت مت بناؤ، کیا لعنتی فعل سے معرفت حاصل ہوگی؟ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جو کسی حسین سے مست ہوتا ہے تو یاد رکھو۔

از شرابِ قہر چوں مستی دہد

نیست ہا را صورتِ ہستی دہد

اللہ تعالیٰ جب اپنے عذاب اور قہر کی مستی دیتا ہے تو وہ فانی چیزوں پر ہائے ہائے کرتا رہتا ہے۔

شکل بگڑی تو بھاگ نکلے دوست

جن کو پہلے غزل سنائے ہیں

یہ میں نے دوست کا لفظ لاکر طمانچہ مارا ہے، یہ نہ سمجھنا کہ پیار کیا ہے۔

ہر شخص امامِ عادل ہوسکتا ہے

تو اللہ کے باوفا بندے رہو، جو بِجَمِیْعِ اَعْضَآئِہٖ اللہ کا باوفا ہوجائے گا تو یہ بھی امامِ عادل کے ساتھ ہوگا۔ اب اس کی دوسری شرح بھی ہے، بتایئے! ہر انسان اپنے جسم کا سر سے پیر تک بادشاہ ہے یا نہیں؟ قلب بادشاہ ہے اور اس کی بادشاہت قالب پر ہے، دل بادشاہ ہے اور اس کی حکومت کہاں ہے؟ پانچ چھ فٹ کے اس جسم پر، اس کے پاس یہ دو گز کی زمین موجود ہے، اس کے پاس سلطنت ہے۔ ہر قلب اپنے قالب کا بادشاہ ہوتا ہے کیونکہ اس کے پاس صوبے ہیں۔ ہر ملک کے لئے کوئی صوبہ ہوتا ہے یا نہیں؟ تو ہمیں اللہ تعالیٰ نے دل دے کر اسے بادشاہ بنایا ہے اور اس کے صوبے بھی دیئے ہیں۔ آنکھ کا صوبہ دیا ہے کہ عدل کرو، اس آنکھ سے کسی عورت کو اَمردوں کو مت دیکھو، نظر بچائی تو گویا آپ نے آنکھ کے صوبہ میں عدل قائم کردیا، بحیثیت قلب کے بادشاہ ہونے کے آپ امامِ عادل ہوگئے۔ اپنی آنکھوں کے صوبہ میں اگر آپ بدنظری نہیں کرتے، کسی کالی گوری کو نہیں دیکھتے صرف اپنی بیوی کو دیکھتے ہیں، بے غیرتی اور غیر شریفانہ حرکت سے کسی کی بہو، بیٹی اور ماں، بہن کو نہیں دیکھتے تو آپ نے

آنکھوں کے صوبہ میں عدل قائم کردیا، آپ امامِ عادل ہوگئے، لیکن ابھی ایک صوبہ کے عادل ہوئے ہیں۔ اب کان سے گانا نہ سنوتو کان کے صوبہ میں بھی آپ نے عدل قائم کردیا، ناک سے کسی عورت کی خوشبومت سونگھو، کسی کا حرام چُمّا بھی نہ لو، چاہے کوئی ڈاکٹر جمعہ ہی کیوں نہ ہو، ڈاکٹر جمعہ ہمارے ہاں بہت بڑا ڈاکٹر گذرا ہے۔ اور زبان سے غیبت نہ کرو، زبان سے بھی کوئی گناہ نہ کرو، پیر سے اس کی گلی میں مت جاؤ، ہاتھوں سے بھی غلط جگہ، کسی کے گال پر ہاتھ مت لگاؤ، ہاتھ سے اس کو خط بھی نہ لکھو، غیر اللہ جس کا نمک آپ کو پسند آ گیا آپ اس کو خط بھی نہ لکھو، تو ہاتھ کے صوبے میں عدل قائم ہوگیا۔

غصے میں آ کر بیوی کو طمانچہ بھی مت مارو کیونکہ رات کو تم نے اسی بیوی کو پیار بھی کیا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فرماتے ہیں کہ:

((اَمَا یَسْتَحْیِیْ اَحَدُ کُمْ اَنْ یَّضْرِبَ اِمْرَأَتَهٗ كَمَا يَضْرِبُ الْعَبْدَ يَضْرِبُهَا اَوَّلَ النَّهَارِ ثُمَّ يُضَاجِعُهَا اٰخِرَهٗ اَمَا يَسْتَحْيِيْ (وَفِيْ رِوَايَةٍ) ثُمَّ يُعَانِقُهَا وَلَا يَسْتَحْيِيْ))

(کنز العمال: (دار الکتب العلمیة)، باب تربیۃ اھل البیت، ج ۱۶ ص ۱۵۸، رقم ۴۴۹۷۵)

اس شخص کو شرم نہیں آتی کہ اپنی بیوی کو مارتا ہے، دن میں بیوی کی پٹائی کرتا ہے اور رات کو اسی بیوی کو پیار کرتا ہے۔ بتایئے! ایسا آدمی گدھے کتے سے بدتر ہے یا نہیں؟ یہ شرافت کے خلاف ہے کہ نہیں کہ رات میں پیار کرتے ہو اور دن میں ذرا سی غلطی ہوئی تو بے چاری کو تھپڑ مار دیا، تمہاری بیٹی کو کوئی مارے تو پھر تعویذ لیتے ہو، فوراً پیروں کے پاس پہنچتے ہو کہ حضرت! آج کل میری بیٹی کو داماد ستا رہا ہے ایسا تعویذ دے دو کہ بالکل غلام بن جائے غلام۔

تو سینٹرل گورنمنٹ، دارالحکومت، راج دھانی، مرکز یعنی دل میں بھی گندے خیالات مت پکاؤ کیونکہ اگر مرکز پر حملہ ہوجائے تو پھر تو سلطنت ہی ختم

ہوجاتی ہے، جس دل میں گندے خیالات آنے لگیں تو ایسے دل میں اللہ کیسے آئے گا؟ اس کی تجلی ایسے قلب میں نہیں ہوتی جہاں اتنی بڑی نجاست یعنی غیر اللہ کے عشقِ مجازی کے مُردے پڑے ہوئے ہوں۔ تو جس نے اپنے جسم پر عدل کیا یہ بھی امامِ عادل ہے، یہ شرح اللہ نے مجھ کو عطا فرمائی، نہ میں نے کہیں دیکھا نہ پڑھا نہ سنا، بس یہ سب بزرگوں کی دعاؤں کا صدقہ ہے کہ ہر غریب اور مسکین بھی امامِ عادل بن سکتا ہے جبکہ اپنے جسم کی دو گز کی سلطنت پر عدل نافذ کرے، ہر شخص اپنے جسم کا بادشاہ ہے، لہٰذا اپنے صوبوں میں اللہ تعالیٰ کا عدل قائم کرو، اس جسم کو ان کی مرضی کے خلاف مت استعمال کرو، نہ آنکھوں کو، نہ زبان کو، نہ کان کو، نہ ناک کو، بس یہ شخص قیامت کے دن امامِ عادل ہوگا، ان شاء اللہ۔

اور یہ بھی کہتا ہوں کہ کبھی آپ کے سامنے ایسے ہی اچانک کوئی شکل آجائے جس سے نظر تو بچائی مگر اس کی جو ہلکی سی جھلک نظر آئی اور دل میں خیال آیا کہ کاش سلطنتِ بلخ بھی ہوتی تو میں اس پر فدا کرتا اور اس کو مہر میں دے کر اس سے نکاح کرلیتا لیکن اے خدا! ہمارے پاس سلطنتِ بلخ تو نہیں ہے، مگر میں آپ کے خوف سے سلطنتِ بلخ کی متبادل شکل سے نظر بچا رہا ہوں۔ تو ان شاء اللہ قیامت کے دن یہ شخص سلطان ابراہیم ابن ادھم رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ کھڑا ہوگا اور مخلوق حیرت زدہ ہوجائے گی کہ یار یہ تو مُلّا مسکین تھا، اس کی تو جھونپڑی تھی، یہ کہاں سے سلطانِ بلخ کے ساتھ کھڑا ہوا ہے۔ اس نے ایسی خواہشات کا خون کیا ہے جو اس کے قلب میں سلطنتِ بلخ کے متبادل تھیں۔ دیکھا آپ نے! یہ راستہ آپ شاید ہی کہیں پاؤ گے، یہ مضمون جو اختر بیان کررہا ہے اس زمانہ میں حسن اور عشق کے ایکسیڈنٹ کے مضمون میں اللہ تعالیٰ مجھ سے تجدیدی کام لے رہا ہے۔

تو آپ نے امامِ عادل کی شرح سن لی؟ کسی سلطنت کا بادشاہ ہو۔

دوسری شرح ہے کہ ہر آدمی اپنے کارخانہ کا، اپنے گھر کا بھی امام ہے۔ اس لئے حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہاں متقیوں کا امام بننے کا شوق مقصود نہیں ہے بلکہ اے خدا! آپ نے ہمیں گھر کا ہیڈ آف ڈپارٹمنٹ تو بنایا ہے، میں اپنے خاندان کا بڑا ہوں، بیوی بچوں کا بڑا ہوں لیکن اگر یہ نافرمان رہیں گے تو میں اِمَامُ الْفَاسِقِیْنَ رہوں گا، آپ ان کو متقی بنادیجئے تاکہ میں اِمَامُ الْمُتَّقِیْنَ بن جاؤں کیونکہ امامت تو میری ہے ہی۔ حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ کے علوم دیکھو! أُولٰٓئِكَ اٰبَآئِیْ فَجِئْنِیْ بِمِثْلِهِمْ۔ اس آیت وَاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِیْنَ اِمَامًا کا مقصد ہی یہ ہے اور اس بات کا قرینہ یہ آیت ہے رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَذُرِّیّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْیُنٍ اے خدا! ہماری بیویوں کو، ہمارے بچوں کو ہماری آنکھ کی ٹھنڈک بنادیجئے۔ کیا مطلب؟ ان سب کو نیک بنادیجئے، ہماری ان ذریّات، خاندان اور بیوی بچوں کو آپ متقین بنادیجئے، ہم ان کے امام تو ہیں ہی مگر میرے بیوی بچے اگر بے نمازی رہیں گے تو ہم اِمَامُ الْفَاسِقِیْنَ رہیں گے لٰہذا مقصد یہ ہے کہ ہمارے بیوی بچوں کو متقی بنادیجئے، امام بننا مقصود نہیں ہے۔

کیفیاتِ احسانیہ کتابوں سے نہیں مل سکتیں

تو امامِ عادل کی شرح سمجھ میں آ گئی؟ مفت کی بادشاہت، ایک ایک نظر بچاؤ، ان شاء اللہ قیامت کے دن حضرت سلطان ابراہیم ابن ادھم رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ کھڑے ہوگے اور ہر صوبہ میں عدل قائم کرو، کسی اعضاء سے گناہ مت کرو، اگر گناہ ہوجائے تو اتنا روؤ، اتنا روؤ، اتنا روؤ کہ فرشتے بھی تمہارے ساتھ رونے لگیں، فرشتے برداشت نہ کرسکیں کہ یہ کیسی مخلوق ہے جس کی چیخ و آہ سے ہمارے دل بھی پگھل گئے ؎

چوں بگریم خلقہا گریاں شود
چوں بنالم چرخہا نالاں شود

مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں اس دردِ دل سے روتا ہوں کہ ایک مخلوق میرے ساتھ رونے لگتی ہے اور میں آہ و نالہ کرتا ہوں تو آسمان نالہ کرنے پر مجبور ہوجاتا ہے، میرے آہ و نالوں کو آسمان بھی برداشت نہیں کرپاتا، وہ بھی میرے ساتھ آہ و نالہ کرتا ہے ؎

ہر کجا بینی تو خوں بر خاکہا
پس یقیں می داں کہ آں از چشم ما

اے دنیا والو! کہیں زمین پر خون پڑا ہوا دیکھنا تو یقین کرلینا کہ یہاں جلال الدین رومی ہی رویا ہوگا۔ آہ! یہی دردِ دل تو سیکھنے کا ہے جسے کوئی کتابوں سے نہیں پاسکتا، کیفیاتِ احسانیہ کتابوں سے نہیں مل سکتیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قلبِ نبوت سے کیفیاتِ احسانیہ منتقل ہوتی آرہی ہیں، پہلے صحابہ کو منتقل ہوئیں، پھر تابعین کو، پھر تبع تابعین کو اور اب اولیاء اللہ کو، آپ کو مدارس سے اور کتابوں سے کمیاتِ علومِ شریعت تو مل سکتے ہیں مگر کیفیاتِ اعمالِ شریعت یعنی احسانی کیفیت، حضورِ قلب اہل اللہ کے سینوں سے پاؤ گے۔

اہلِ تقویٰ کی جنت دنیا ہی میں شروع ہوجاتی ہے

اور ایک بات کہتا ہوں کہ بعض وقت شیطان کہتا ہے کہ کالی گوری ننگی حسین لیلائیں تو سامنے ہیں اور جنت ادھار ہے، تو اللہ تعالیٰ ادھار کے مقابلہ میں ہمارا نقد مزہ لینا چاہتے ہیں۔ اس کا جواب حضرت ملّا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں آیت وَلِمَنۡ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتٰنِ کی تفسیر میں دیا ہے کہ:

((اَیۡ جَنَّۃٌ مُّعَجَّلَۃٌ فِی الدُّنۡیَا بِالۡحُضُوۡرِ مَعَ الۡمَوۡلٰی وَجَنَّۃٌ مُّؤَجَّلَۃٌ فِی الۡعُقۡبٰی بِلِقَآءِ الۡمَوۡلٰی))

(مرقاۃ المفاتیح: (رشیدیہ)، کتاب الدعوات، باب الرحمۃ، ج ۵ ص ۲۱۳)

ظالمو! جنت تو ادھار ہے مگر تمہارا مولیٰ ادھار نہیں ہے، نظر بچاؤ اور

اسی وقت اللہ کے قرب کی لذت یعنی حلاوتِ ایمانی پاؤ، اللہ نے جنت ادھار رکھی مگر تمہارا مولیٰ تو ادھار نہیں ہے، نقد ہے، تم اپنی خوشیوں کا خون کرو اسی وقت خوں بہا میں اللہ کی ذات کو لے لو۔ ہر خون کا خوں بہا ہوتا ہے کہ نہیں؟ آہ! اللہ کے وہ بندے جو حرام خوشیوں کا خون کرنے والے ہیں، خونِ تمنا کر کے اللہ کو خوش رکھتے ہیں انہیں ہر وقت اللہ تعالیٰ کی ذات خوں بہا میں ملتی ہے **وَهُوَ مَعَكُمْ أَيْنَ مَا كُنْتُمْ** (سورۃ الحدید: آیۃ ۴) سے معیتِ عامہ تو ہر مومن کو حاصل ہے لیکن اہل اللہ، جو خونِ تمنا پیتے ہیں اور اپنی خوشیوں کا خون کرتے ہیں، انہیں اللہ تعالیٰ معیتِ خاصہ عطا فرماتے ہیں۔

عام مسلمانوں کا ایمان عقلی، استدلالی اور موروثی ہوتا ہے، لیکن یہ اولیاء اللہ کا مقام ہے کہ اللہ اللہ کرنے کی برکت سے، اللہ والوں کی جوتیاں اٹھانے کے صدقہ میں اور تقویٰ کی برکت سے ان کا ایمان ذوقی، حالی اور وجدانی ہوجاتا ہے:

﴿لِيَزْدَادُوٓا إِيمَانًا مَّعَ إِيمَانِهِمْ﴾

(سورۃ الفتح: آیۃ ۴)

حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ نے اس آیت کا یہ ترجمہ کیا ہے تاکہ ان کا ایمان زیادہ ہوجائے یعنی ایمانِ عقلی، استدلالی اور موروثی ایمانِ ذوقیہ، حالیہ اور وجدانیہ سے تبدیل ہوجائے۔ یہ چیز وہ ہے جو الفاظ سے سمجھ میں نہیں آسکتی، یہ چیز وہ ہے جو اللہ تعالیٰ اہل اللہ کی جوتیاں اٹھانے کے صدقہ میں دل کو عطا کرتا ہے۔

نسبتِ مولیٰ عاشقِ مولیٰ سے ملتی ہے

ایسے ہی تھوڑی شاہ اسماعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ اپنے شیخ سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ کی جوتیاں سر پر رکھ کر دِلّی کی سڑکوں پر پھرتے تھے جبکہ ان کو اتنی عزت

حاصل تھی کہ میرے شیخ شاہ عبدالغنی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ مولانا اسماعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ جب دِلّی کی سڑکوں سے گذرتے تھے تو سارے تاجر کھڑے ہوجاتے تھے کہ شاہ ولی اللہ کا پوتا جارہا ہے اور فرمایا جو عزت مغل خاندان کے سلاطین کی اولاد کی تھی کہ دِلّی کے بازار میں تاجر اُن کے لئے کھڑے ہوجاتے تھے، اتنی ہی عزت شاہ ولی اللہ کی اولاد کی بھی تھی۔ اس کے باوجود شاہ اسماعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ اپنے شیخ سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ کا جوتا سر پر رکھ کر دِلّی کی سڑکوں پر ننگے پیران کے پیچھے پیچھے دوڑتے تھے۔ آدمی کچھ پاتا ہے تبھی گنواتا ہے، مفت میں تھوڑی شیخ کی گدائی کرتا ہے، کچھ ملتا ہے تب اس کے قدموں میں گر پڑتا ہے اور اس کے دروازہ پر جا کے ڈیرہ ڈال دیتا ہے، خیمہ لگاتا ہے کہ جتنے دنوں تک آپ ہیں ہم آپ کے ساتھ رہیں گے مگر ہمیں اللہ تعالیٰ سے نسبت کرادیجئے۔ یہ نسبت وہی ہے جس کے لئے کہتے ہیں کہ اس کی نسبت طے ہوگئی، تو جس طرح بیوی سے نسبت ہوتی ہے اسی طرح مولیٰ سے نسبت ہوتی ہے، ایک لیلیٰ کی نسبت ہے ایک مولیٰ کی نسبت ہے۔ مولیٰ کی نسبت تو عاشقِ مولیٰ سے ملتی ہے اور لیلیٰ کیا ہے، مرنے سڑنے والی چیزیں، اس قابل نہیں ہیں کہ ان پر اپنی لذت کی بنیاد رکھیں، اپنا سہارا مولیٰ کو رکھو جو ہمیشہ رہے گا۔ اب سہارے پر ایک علمی نکتہ بتاتا ہوں۔

سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا عشقِ الٰہی

دیکھئے ابخاری شریف کی پہلی ہی حدیث جس کو صاحبِ مشکوٰۃ نے بھی روایت کیا ہے:

((اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ وَاِنَّمَا لِکُلِّ امْرِئٍ مَّا نَوٰی فَمَنْ کَانَتْ هِجْرَتُهٗ اِلَی اللهِ وَرَسُوْلِهٖ فَهِجْرَتُهٗ اِلَی اللهِ وَرَسُوْلِهٖ وَمَنْ کَانَتْ هِجْرَتُهٗ اِلٰی دُنْیَا یُصِیْبُهَا اَوِ امْرَاَةٍ یَّتَزَوَّجُهَا فَهِجْرَتُهٗ اِلٰی مَا هَاجَرَ اِلَیْهِ))

(مشکوٰۃ المصابیح: (قدیمی)؛ کتاب الایمان؛ ص ۱۱)

کیا اتنے قریب مرجع سے ضمیر نہیں لائی جاسکتی تھی؟ فَهِجْرَتُهٗ اِلَيْهِمَا بھی فرما سکتے تھے لیکن جانِ نبوت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ضمیر پر اکتفا نہیں کیا، جانِ پاکِ مصطفوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ضمائر پر اکتفاء نہیں کیا پھر دوبارہ اللہ اور رسول کا نام لے کر دنیا کو بتادیا کہ جانِ نبوت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو ہے یہ زاہدِ خشک نہیں ہے بلکہ جانِ عاشق ہے اِسْتِلْذَاذًا بِتَكْرِيْرِ اسْمِهِمَا؛ (مرقاۃ المفاتیح: (رشیدیہ)؛ ج ۱ ص ۱۰۰) حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ یہاں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اللہ اور رسول کے نام سے لذت لی لیکن جب ضمیر راجع کی عورت اور دنیا کی طرف تو فرمایا فَهِجْرَتُهٗ اِلٰى مَا هَاجَرَ اِلَيْهِ یہاں دنیا اور عورت کا نام دوبارہ نہیں لیا، معلوم ہوا کہ دنیا اور عورت اس قابل نہیں کہ ان کے تکرارِ اسم کو لذت کا سہارا بنایا جائے۔ عورت آج ہے کل مرسکتی ہے، تجارت آج ہے کل ختم ہوسکتی ہے، موٹر ہے ایکسیڈنٹ ہوسکتا ہے، کالے بال سفید ہوسکتے ہیں، آنکھیں آج رسیلی ہیں کل کو آنکھ سے نظر نہیں آتا یا پونے گیارہ نمبر کا چشمہ لگا ہوا ہے، آنکھ میں پانی اترا ہوا ہے، کان ہے بہرا ہوسکتا ہے، آنکھیں ہیں اندھی ہوسکتی ہیں، ہونٹ کی سرخیاں غائب ہوسکتی ہیں، ناک ہے قوتِ شامّہ مفلوج ہوسکتی ہے، سارے عالم میں دریائے فنا بہہ رہا ہے، کوئی چیز ایسی نہیں ہے جس کو آپ اپنا سہارا بناؤ سوائے اللہ کے اور اللہ نے اعلان کردیا ہے کہ اگر تم مجھ کو سہارا بناؤ گے تو مجھے کافی پاؤ گے:

﴿اَلَيْسَ اللّٰهُ بِكَافٍ عَبْدَهٗ﴾

(سورۃ الزمر: آیۃ ۳۶)

اے کافی پینے والو! ذرا یہ کافی بھی سن لو، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ کیا اللہ اپنے بندہ کے لئے کافی نہیں ہے؟ ؎

کوئی جیتا کوئی مرتا ہی رہا
عشق اپنا کام کرتا ہی رہا

،(مرقاۃ المفاتیح: (رشیدیہ)؛ ج ۱ ص ۱۰۰)
یہ حوالہ اسی طرح درمیان میں آئے گا ص 24 پر

مولیٰ کا راستہ خسارہ کا ہے ہی نہیں، اس راستہ میں بندہ ہر وقت مست رہتا ہے، دنیا میں جہاں تک دیکھو گے، کوئی کتنا ہی محبوب ہو، ہر محبوب کا فراق لازم ہے، دن بھر جن کو دیکھو گے مگر رات کو تو اکیلے ہی سونا پڑے گا، یہ دنیا ساری خواب ہے۔ ایک شخص نے خواب میں دیکھا کہ بادشاہ کی لڑکی سے میری شادی ہو رہی ہے اور وہ خود جمعدار تھا، سڑکوں پر جھاڑو لگاتا تھا۔ رات بھر اس کو خواب میں بین باجے سنائی دیئے اور زبردست مزہ آیا لیکن صبح جب آنکھ کھلی تو چارپائی پر بھی نہیں تھا، نیچے پڑا ہوا تھا۔ یہ دنیا خواب ہے، کس کو سہارا بناتے ہو، دنیا کو سہارا بنانے والا انٹرنیشنل بے وقوف ہے اور واللہ اختر کہتا ہے کہ جو اپنے مولیٰ پر مرے ان کی زندگی بھی مزے دار ہے اور ان کا مرنا بھی مزے دار ہو گیا، جب آخر وقت آیا تو ان کو پتا چل گیا کہ میرا اللہ مجھے بلا رہا ہے، تو کلمہ پڑھ کر یہ شعر بزبانِ حال پڑھتے ہوئے گئے ؎

خرم آں روز کزیں منزل ویراں بروم

مبارک ہے یہ دن کہ میں اپنے مولیٰ کے پاس جا رہا ہوں کیونکہ مولیٰ کو خوش کیا ہوا ہے، لیلاؤں سے بچے ہوئے ہیں تو اللہ والوں کو مرنے میں بھی مزہ آتا ہے اور جو لیلاؤں پر مرتے ہیں ان کا جینا بھی موت اور مرنا بھی موت اور ہر وقت عذاب میں رہتے ہیں۔ مرتے وقت بھی ان کو فکر ہوتی ہے کہ اگر اللہ نے پوچھا کہ زندگی کہاں فدا کی تو کس منہ سے کہوں گا کہ لڑکوں کو اور لڑکیوں کو دیکھا کرتا تھا، مُردوں پر مر رہا تھا۔

اور مولیٰ والا دنیا میں بھی چین سے رہتا ہے اور اس کے قلب میں ہر وقت اللہ تعالیٰ کی شانِ محبوبیت کی صفات کا ظہور ہوتا رہتا ہے، اپنے مولیٰ کی یاد میں مست رہتا ہے اور اسے مولیٰ سے کبھی فراق نہیں ہے، اس لئے عاشقِ مولیٰ کبھی غمِ فراق سے پاگل نہیں ہوتا۔ بتاؤ! اللہ ہر جگہ ہر وقت موجود ہے یا نہیں؟

کوئی ایسی جگہ بتاؤ جہاں مولیٰ نہ ہو، ہم اپنی نالائقی سے خود دور ہوجائیں تو اور بات ہے۔ اور لیلاؤں کو کہاں تک اپنے ساتھ رکھو گے، ان سے کبھی فراق ہوگا یا نہیں؟ مان لو کہ آپ نے اسے ماں باپ کے یہاں جانے سے بھی روک لیا یا ایسی لیلیٰ سے شادی کی جس کے ماں باپ ہیں ہی نہیں، بھائی وغیرہ سب مر گئے، آپ بڑے خوش ہوئے کہ یہ تو ہمیشہ میرے ساتھ رہے گی اور کبھی میکے بھی نہیں جائے گی، اس کا میکہ ہے ہی نہیں، مگر لیٹرین تو جائے گی یا نہیں؟ یا اس کا ایکسپورٹ بھی روک لو گے؟ تو اتنی دیر تک تو غمِ فراق اٹھاؤ گے۔

لا اِلٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا عاشقانہ ترجمہ

دوستو! اسی لیے کہتا ہوں کہ کوئی چیز دل دینے کے قابل نہیں۔ دیکھو! میں لا الٰہ کا یہ ترجمہ کرتا ہوں کہ دنیا میں کوئی شخص محبت کے قابل نہیں ہے، الا اللہ سوائے اللہ کے۔ اللہ نے سلوک کا راستہ بتا دیا کہ غیر اللہ سے جان چھڑاتے رہو اور ہم سے دل وجان کو چپکاتے رہو، یہی سلوک ہے مگر طریقہ کیا ہوگا؟ محمد رسول اللہ یعنی سنت کا طریقہ ہو، سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بتائے ہوئے طریقہ پر کچھ دن تو ذرا کسی خانقاہ میں اِنْ (In) ہوکر دیکھو، ساری زندگی پن پن کرتے رہے لیکن جب کچھ دن کے لئے خانقاہ میں اِنْ (In) ہوجاؤ گے پھر دیکھو کہ مولیٰ کی کیا شان ہے اور آپ کا سجدہ اور آپ کی تقریر اور آپ کا منبر کس قدر تیزی سے ترقی یافتہ ہوتا ہے، سارے عالم میں زلزلہ مچادو گے۔ اللہ والوں کی غلامی یہ معمولی نعمت نہیں ہے لیکن یہ بات سمجھ میں نہیں آتی جب تک آدمی کچھ پاتا نہیں ہے۔

جیسے ایک لڑکی نے دوسری لڑکی سے پوچھا کہ بہن! سنا ہے آپ کی شادی ہوگئی۔ اس نے کہا ہاں! ہوتو گئی۔ تو اس نے کہا کچھ مزہ ہمیں بھی تو بتاؤ کہ شادی میں کیا مزہ ہے؟ تو اس نے کہا کہ یہ بتانے کی بات نہیں ہے، جب تیرا بیاہ ہوجائے گا تب تجھے خود ہی مزہ معلوم ہوجائے گا۔ جب لیلیٰ کی ملاقات اور

لذتِ وصال کو الفاظ سے تعبیر نہیں کرسکتے تو جو خالقِ لیلائے کائنات ہے، جو مولائے کائنات ہے اور خالقِ نمکیاتِ لیلائے کائنات ہے اس کی لذت کو کوئی عارف باللہ کیسے کما حقہ بیان کرسکتا ہے؟ اس لذت کو کوئی ولی اللہ بیان نہیں کرسکتا، بس کوشش کرو کہ کسی اللہ والے کے ساتھ رہ کر مولیٰ اپنی صفات اور تجلیات کے ساتھ دل میں آجائے۔ جب اس کی تجلیاتِ صفاتیہ کا ظہور ہونے لگے اور آپ کا قلب مظہرِ صفاتِ الٰہیہ بن جائے، پھر دیکھو کہ دل میں کیا مستیاں رہتی ہیں! پھر سارے عالم کی لیلاؤں کو بھول جاؤ گے اور ان کا گراؤنڈ فلور تمہیں بغیر ایکسرے کے نظر آنے لگے گا کہ ان کی انتڑیوں میں کس قدر پاخانہ ہے، کتنی گندی ہوا ہے۔

لیکن بیویوں سے محبت کرو، ان کے گراؤنڈ فلور سے نفرت نہ کرو۔ یہ میری تقریر غیر اللہ سے بچانے کے لئے ہوتی ہے، حرام نظر سے بچانے کے لئے ہوتی ہے۔ بیویوں سے خوب محبت کرو اور جب عمر زیادہ ہوجائے تو اور زیادہ محبت کرو تا کہ اللہ خوش ہوجائے کہ میری بندی جب جوان تھی اور یہ طبیعت کا غلام تھا، یہ طبیعت سے محبت کرتا تھا، اب محبت کرنے کو طبیعت نہیں چاہتی لیکن مجھے دیکھتا ہے کہ میرے اللہ کی بندی ہے بس اس کو خوش رکھو، اللہ کو خوش کرو، یہ اللہ کا باوفا بندہ ہے، تو اللہ کا باوفا رہنا یہی امامِ عادل ہے جو بِجَمِيْعِ اَعْضَائِهٖ گناہ سے بچتا ہے وہ بِجَمِيْعِ اَعْضَائِهٖ اللہ کا وفادار ہے، ہر عارف باللہ ہر ولی اللہ جو باوفا ہے یعنی اپنے دل کو توڑ دیتا ہے مگر اللہ کے قانون کو نہیں توڑتا، وہ اپنے جسم کی سلطنت پر امامِ عادل ہے۔

دوستو! اللہ کو راضی کرلو

مجھے دل پر اتنا غم اور صدمہ ہوتا ہے کہ جب کوئی اپنے دل کو خوش کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کی راہ سے خوشی درآمد کرتا ہے، خدا کے قانون

يَغُضُّوا مِنۡ اَبۡصَارِهِمۡ (سورۃ النور : آیۃ ۳۰) کو توڑ کر کتے اور گدھے کی طرح دیکھتا ہے، تو مجھے اتنا غم ہوتا ہے جس کی میں تعبیر نہیں کرسکتا کہ جس کا کھاتے ہو اسی کو ناراض کرتے ہو، ابھی خدا دس دن کھانا نہ دے تو نظر میں روشنی رہے گی؟ پھر اُدھر دیکھ سکو گے؟ بھوکوں مرو گے، تڑپو گے کہ روٹی لاؤ، اللہ تعالیٰ نے ہم لوگوں کو انسان بنایا ہے گدھا اور کتا تو نہیں بنایا، لہٰذا سڑکوں پر بھی مسلمان رہو، اسلام ایسی چیز نہیں ہے کہ مسجد میں تو بہت رو رہے ہیں اور جب سڑکوں پر گئے تو نہ خدا یاد رہا نہ اور کچھ، جتنا کعبہ کے اندر اور ملتزم پر مومن رہتے ہو وہی ایمان سارے عالم میں رہنا چاہیے کیونکہ کعبہ تو دور ہے مگر کعبہ والا تو تمہارے پاس ہے، وہ تو ساتھ ہے، پھر کیسے اس کی نافرمانی کرتے ہو؟ بیشک کعبہ اللہ کا گھر ہے مگر گھر والا تو تمہارے ساتھ ہے، تمہیں ہر وقت دیکھ رہا ہے، جو کعبہ والے کو جنوبی افریقہ اور لینیشیا میں راضی رکھتا ہے تو اس کے پاس کعبہ بھی ہے اور کعبہ والا بھی ہے، جب اللہ اس کے ساتھ ہے تو اللہ کا گھر بھی اس کے ساتھ ہے۔ جو اپنے مالک کو ہر سانس راضی اور خوش رکھتا ہے بیت اللہ اس کے ساتھ رہتا ہے، جو ایک سانس بھی حرام لذت سے توبہ کرے اور جان کی بازی لگائے رکھے وہ گویا ہر وقت اللہ پر جان فدا کر رہا ہے۔ اور جو سنت پر چلتا ہے تو وہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ساتھ لئے ہوئے ہے، جب نبی خوش ہے تو روضۂ مبارک بھی اس کے ساتھ ہے، اور جو مدینہ میں رہ کر گناہ کر رہا ہے، حضور کے ساتھ رہ کر حضور کو ناخوش کر رہا ہے، کعبہ میں رہ کر کعبہ والے کو ناراض کر رہا ہے، جو طواف کرنے والی لڑکیوں کو اُلّو کی طرح دیکھ رہا ہے، ہے تو اللہ کے گھر میں مگر مجرم ہے، اللہ تعالیٰ اس سے خوش نہیں ہیں، اس سے وہ بندے بہتر ہیں جو اللہ کو راضی کئے ہوئے ہیں اگرچہ اس کے گھر سے دور ہیں مگر گھر والے سے قریب ہیں۔

بولو بھئی! آپ لوگوں کو میرے دردِ دل کی بات سمجھ میں آرہی ہے؟

بس زندگی کے ہر لمحۂ حیات میں اللہ پر جان دینا، ہر سانس میں اللہ پر جان فدا رکھنا، ایک سانس بھی اللہ کو ناخوش نہ کرنا یہی بندگی کا حاصل ہے اور اگر کبھی بشریت کی بناء پر صدورِ خطا ہو تو رو رو کے سجدہ گاہ کو تر کر دو، اللہ سے توبہ کرو اور اتنا روؤ کہ فرشتوں میں بھی ہل چل مچ جائے کہ بھئی! کوئی بلا کا ظالم ہے، اس کے رونے سے تو ہمارے کلیجے پھٹے جا رہے ہیں۔ اب بیان ختم! بخاری شریف میں بیان کردہ سات میں سے چھ قسمیں باقی ہیں۔ ابھی تو امامِ عادل کی شرح ہوئی ہے۔ بس دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ ہمیں بِجَمِیْعِ اَعْضَائِنَا ہر صوبہ میں، جسم کے ہر عضو میں، آنکھ میں، ناک میں، کان میں، سر سے پاؤں تک اے خدا! ہم سب کو اپنا باوفا بنا دے، بے وفائی کی نحوست اور لعنت سے نجات عطا فرما، ہم کب تک آپ کے بے وفا رہیں گے، ایک دن موت آجائے گی، پھر کیا کریں گے، جن پر ہم مر رہے ہیں یہ ہمارے کسی بھی کام نہیں آئیں گے، اس حماقت اور اُلّو پنے سے اے خدا! ہمیں نجات عطا فرما، گدھوں کی زندگی سے ہمیں نجات نصیب فرما، ایسا ایمان و یقین عطا فرما کہ ہم سر سے پیر تک آپ کے بن جائیں اور کسی عضو سے بے وفائی اور خلافِ عدل کوئی حرکت نہ ہو، اللہ تعالیٰ مجھے، میری اولاد کو، میرے احباب، حاضرین وغائبین سب کو عمل کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

ملفوظات قبل و بعد عشاء

عشقِ مجازی کا انجام

بتایئے! امامِ عادل کی شرح میں پورا دین آ گیا یا نہیں؟ بدنظری، گانا سننا، تمام گناہوں سے بچنا غرض سارا دین آ گیا۔ بزرگوں کی جوتیاں اٹھانے سے یہ علوم عطا ہوتے ہیں اور میں نے دین کو خشک نہیں پیش کیا ہے، محبتِ مولیٰ کو اس طرح سکھانے کی اللہ تعالیٰ توفیق دے رہا ہے کہ ساری دنیا کی لیلائیں نگاہوں سے گر جائیں اور ان کا سب گراؤنڈ فلور سامنے آ جائے لیکن بیویاں مستثنیٰ ہیں، بار بار یہی کہتا ہوں کہیں ایسا نہ ہو کہ جا کر بیوی سے کہہ دو کہ تیرے تو گراؤنڈ فلور میں گُو مُوت بھرا ہے، بیویوں سے تو سر سے پیر تک محبت کرو کیونکہ اللہ نے ان کو ہمارے لیے حلال کیا ہے، یہ ساری تقریر تو حرام سے بچانے کے لئے کرتا ہوں۔ اور بوڑھوں سے بھی کہہ رہا ہوں کہ بوڑھی بیویوں کو ریجکٹ (Reject) مت کرو اور ریٹائر (Retire) مت کرو، جتنا ہو سکے انہیں اچھی غذا کھلاؤ، اچھا لباس پہناؤ اور پھر کہو اے میری گڑیا! شکّر کی پُڑیا! واہ رے میری بڑھیا! لیکن بڑھیا نہ کہو بھئی کیونکہ بعض خواتین کی شکایت آئی ہے کہ آپ ہمیں بڑھیا نہ کہا کریں، ہمیں اس لفظ سے مناسبت نہیں ہے۔ تو میں نے کہا اچھا نہیں کہیں گے، جس سے آپ خوش رہیں وہی کہیں گے۔

لیکن مولیٰ پر مرنا سیکھ لو، واللہ! اختر پھر دردِ دل سے قسم کھا کر کہتا ہے اور میں مسافر ہوں، مسلمان ہوں اور آپ لوگوں میں سے بہتوں کا پیر بھی ہوں، میری قسم کو کچھ تو وقعت دو، واللہ کہتا ہوں کہ اللہ کے نام میں اتنی لذت ہے کہ لذتِ دوجہاں ہے۔

مجھ کو تمہارے نام سے لذتِ دوجہاں ملی
لذتِ دوجہاں ملی مجھ کو تمہارے نام سے

کہاں مرتے ہو، ساری زندگی دیکھتا رہا ہوں کہ جو غیر اللہ پر مر رہے ہیں واللہ وہ مولیٰ سے بھی محروم ہیں اور لیلیٰ سے بھی محروم ہیں اور مفت میں زندگی ضائع ہو رہی ہے اور جنہوں نے بہت زیادہ جرأت کی، شرم وحیا کا پیالہ توڑ دیا ان پر سینڈلوں کی بارش ہوئی، آنکھوں دیکھی بتا رہا ہوں۔ میرے گلشن اقبال کے ادارہ کے سامنے ایک اخبار فروش نے ایک لڑکی کو چھیڑ دیا، اس لڑکی کا پورا خاندان وہیں رہتا تھا، سب آ گئے، میرے سامنے ہر آدمی اس کے بال پکڑ کے اتنے جوتے چپلیں مار رہا تھا کہ کیا کہیں۔ کیا دیا لیلیٰ نے؟ چپل دی، جوتا دیا، سناڈل دیئے۔ سینڈل کی جمع سناڈل آتی ہے اور ہینڈل کی جمع ہناڈل۔

روحِ تصوف اپنے مولیٰ پر فدا ہونا ہے

بس میری یہی آہ ہے، اختر سارے عالم میں یہی آہ وفغاں لے کر پھر رہا ہے کہ مولیٰ پر مر جاؤ، لیلاؤں سے کچھ نہ پاؤ گے، اگر کوئی مرض ہو جائے گا تو کوئی لیلیٰ کیا، کوئی کام نہیں آئے گا بلکہ دولاتیں اور ماریں گے، اگر معشوقوں کو معلوم ہو جائے کہ ہمارے عاشق صاحب آج کل اسپتال میں داخل ہیں تو وہ آپس میں تذکرے کرتے ہیں کہ یہ بہت خبیث آدمی ہے، ہمیں بری نظر سے دیکھتا تھا، اس پر گناہ کا یہ عذاب آیا ہے۔ کوئی اسپتال آ کر تمہیں رین (Ren) بھی ہدیہ نہیں دے گا بلکہ اگر وہ بہت ہی زیادہ قوی ہے تو اِلْیَتَیْن پر دولاتیں بھی مارے گا، حروف کے لحاظ سے لات کو اِلْیَتَیْن سے کافی مناسبت ہے۔

بس جانِ تصوف پیش کر رہا ہوں کہ مالک پر مرنا سیکھو، اور مرنا کیسے ہو؟ ہر بری خواہش کو چھوڑ دو بس آپ مالک پر مر گئے اور جینا کیسے ہے؟ ہر نیکی پر عمل

کرلو، نیک اعمال پر عمل کرنا جینا ہے اور برے اعمال سے اپنے کو بچانا اور غم اٹھانا یہ اللہ پر مرنا ہے۔ کسی نے میرا مزاج پوچھا کہ کیسا مزاج ہے؟ تو میں نے جواب دیا کہ مرمر کے جی رہا ہوں اور جی جی کے مررہا ہوں، مرتا ہوں زندگی لینے کے لئے۔

کشتگانِ خنجرِ تسلیم را
ہر زماں از غیب جانِ دیگر است

ہر وقت اللہ اس کو عالمِ غیب سے جان دیتا ہے جواُن پر فدا ہوتا رہتا ہے، اپنی خوشیوں کو پامال کرتا رہتا ہے، جیتا اس لئے ہوں تاکہ مرتا رہوں اور مرتا کس لئے ہوں؟ زندگی لینے کے لئے۔ جو اللہ پر مرتا ہے اس کو حیات عطا ہوتی ہے اور حیات کس لئے مانگتا ہوں، آپ پر مرنے کے لئے۔ اب ایک دعا کرلو کہ اے خدا! میری آہ وفغاں کو میرے دل میں اور میرے دوستوں کے دل میں داخل کردے۔

ہم بلاتے تو ہیں سب کو مگر اے ربِّ کریم
ہم سب پہ بَن جائے کچھ ایسی کہ بِن آئے نہ بنے

اللہ ہم کو زبردستی اپنا بنالے، مجبورِ محبت کردے، اپنے جذب سے اپنا بنالے۔

فانی حسینوں پر زندگی ضائع مت کرو

(ایک صاحب نوافل میں مشغول تھے، حضرت والا دامت برکاتہم نے فرمایا۔جامع)

اب کوئی نفل نہ پڑھو، اس وقت دوسنتِ مؤکدہ اور وتر پڑھ کر مجلس میں بیٹھ جاؤ چاہے مجلس ہونے کا یقین نہ بھی ہو، احتمال ہی ہو، امیدوں پر بھی بہت کام کیا جاتا ہے۔

یک چشم زدن غافل از آں شاہ نباشی
شاید کہ نگاہے کند آگاہ نباشی

آنکھ کے پلک جھپکانے بھر بھی اللہ تعالیٰ سے غافل نہ رہو، ہوسکتا ہے کہ جس وقت ہم غافل ہوں اسی وقت اللہ کی ہم پر نگاہ پڑ جائے۔ مالک نگاہِ کرم سے ہمیں دیکھ رہا ہو اور ہم بے غیرتوں کی طرح کہیں غلط نامناسب جگہ دیکھ رہے ہوں۔ اس لئے میں زیادہ تر زور یہی دے رہا ہوں کہ دشمن کے جتنے راستے ہیں، ان میں سب سے خطرناک راستہ آنکھیں ہیں، آنکھیں دشمن کے اِنْ (In) ہونے کے لئے گیٹ پاس دیتی ہیں، اس لئے آنکھ کو بچاؤ، اگر دل بچانا ہے تو آنکھ کو بچاؤ، لیلاؤں پر زندگی کو ضائع مت کرو اور اب تک جتنی کرچکے ہو اس سے توبہ کرو، جو زمانہ گذر گیا لیلاؤں کے ساتھ نظر بازی میں یا غیر اللہ سے دل لگانے میں، اس زندگی کو ضائع سمجھو اور صرف ضائع نہیں مجرمانہ سمجھو لہٰذا مجرمانہ زندگی کا علاج مستغفرانہ ہے، تائبانہ ہے، نادمانہ ہے، باکیانہ ہے یعنی رونے والا انداز۔ بے باکی کی ہے تو روؤ، اللہ سے بے خوفی کی ہے لہٰذا اب اس کا علاج ہے کہ روؤ۔ آپ نے حرام لذت کیوں ٹھونسی تھی؟ اب اشک بار آنکھوں سے اس کی تلافی کرو۔ صاحبِ قصیدہ بردہ نے لکھا ہے کہ دریا کا دریا سر پر ڈال لو پاک نہیں ہوسکتے، بدنظری کا گناہ معاف نہیں ہوسکتا، البتہ ایک قطرہ آنسو نکال لو تو امیدِ مغفرت ہے۔

تو آج میں نے یہ مضمون بیان کیا تھا پھر موقع ملے نہ ملے کہ اپنی نظر کو بھی بچاؤ، جسم کو بھی بچاؤ اور دل کو بھی بچاؤ، نہ آنکھ سے دیکھو نہ دل میں ان کا خیال لاؤ اور نہ جسم کو ان سے قریب رکھو، چاہے روٹی کم ملے، فاقہ سہہ لو۔ حضراتِ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے پیٹ پر پتھر باندھے لیکن اللہ کو ناراض نہیں کیا۔ اس لئے اپنی آنکھ کو، دل کو اور جسم کو نامحرم عورتوں سے اور لڑکوں سے دور رکھو۔

بچوں کی تربیت اور گھریلو ماسیوں کے بارے میں تنبیہ

حکیم الامت حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کا ایک جملہ پڑھا کہ اپنے بے ریش لڑکوں کو اپنے دوستوں کے حوالہ مت کرو کہ جہاں چاہے لے جارہے ہیں، سمندر کے کنارے تفریح کروا رہے ہیں۔ فرمایا مجھے اتنی شرم آتی ہے جیسے کوئی اپنی جوان بیٹی کو کسی دوست کے حوالہ کردے، اتنی ہی شرم اور غیرت آتی ہے کہ وہ لڑکے جن کی ابھی داڑھی مونچھ نہیں آئی ان کو اپنے دوستوں اور رشتہ داروں کے ساتھ کر دیتے ہیں، اپنے بچوں کو خود بچاؤ، غیروں کے حوالے مت کرو، کسی کے نفس پر اعتماد مت کرو، اپنے نفس پر اعتبار کرنے والا ابھی بے وقوف ہے۔

بھروسہ کچھ نہیں اس نفس امارہ کا اے زاہد
فرشتہ بھی یہ ہو جائے تو اس سے بدگماں رہنا

ایسے ہی جو لوگ ماسیاں رکھتے ہیں تو جب تک آپ کے بیوی بچے گھر میں ہیں ان ماسیوں کو آنے دو مگر جس دن دیکھو کہ بیوی کہیں چلی گئی ہے، بچے کہیں چلے گئے ہیں، بچے اپنے ماموں کے یہاں اور بیوی اپنے ابا کے یہاں چلی گئی ہے تو خالی گھر میں ماسیوں کو مت داخل ہونے دو، اپنے نفس پر بھروسہ مت کرو، یہ بھی مت سوچو کہ یہ بوڑھی ہے، یہ بھی مت سوچو کہ ان کے اندر نمک نہیں ہے، جمال نہیں ہے، ایسی کالی کلوٹی اور خراب شکل والی سے ہم مبتلا نہیں ہوں گے۔ میرے شیخ نے فرمایا کہ ننگے تار کو مت پکڑو چاہے ابھی اس میں کرنٹ نہیں ہے، اچانک پاور ہاؤس سے کرنٹ آ گیا تب کیا کرو گے؟ مرجاؤ گے یا نہیں؟ تو جہاں خواہشِ نفس یا شہوت اور میلان نہیں ہے تب بھی ان عورتوں سے اور لڑکوں سے بچو کیونکہ ابھی میلان نہیں ہے لیکن کرنٹ آتے دیر بھی نہیں لگتی۔ اور یہ بھی بتا دیا کہ جہاں نمک کم ہو وہاں اور زیادہ بچو۔

شیخ بوعلی سینا نے لکھا ہے کہ ہلکی حرارت سے زیادہ ڈرو کیونکہ ہلکی حرارت والا آدمی غفلت سے علاج نہیں کراتا اور پھر وہی بخار ہڈیوں میں گھس کر تپِ دق اور ٹی بی ہوجاتا ہے۔ لہٰذا لڑکوں یا لڑکیوں سے کسی صورت میں قریب نہ رہو اور اپنے بچوں سے شیخ کی ٹانگیں بھی نہ دبواؤ، یہ نہ سوچو کہ برکت ملے گی، ہمارے بچوں کو برکت اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ملے گی اور رحمت تقویٰ سے نازل ہوتی ہے۔

خلقِ خدا پر شفقت کی حدود

بعض لوگوں نے کہا کہ میں لڑکوں کو نہیں دیکھتا تو ان لڑکوں کو شکایت ہوتی ہے کہ استاد آج کل مجھے نگاہِ شفقت سے محروم رکھتا ہے۔ میں نے کہا کہ ان کو داہنے بائیں بٹھاؤ اور ان کو دیکھو مت اور ان سے کہہ بھی دو کہ ہم اللہ کے خوف سے نظر نہیں ڈالتے، اس سے تم کو اللہ کی رحمت بھی ملے گی اور تمہاری تعلیم میں برکت بھی ہوگی اور اگر ہم لعنت کی نظر ڈالیں گے تو چہرہ لعنتی ہوگا اور لعنت کا ترجمہ ہے اَلْبُعْدُ عَنِ الرَّحْمَۃِ اللہ کی رحمت سے دوری، تو میں اللہ کی رحمت سے دور ہوجاؤں گا، پھر جب استاد ہی کے لوٹے میں کچھ نہیں ہوگا تو تمہیں کیا ملے گا؟

ہمارے اخلاق کا معیار یہ ہونا چاہیے مُدَارَاۃُ الْخَلْقِ مَعَ مُرَاعَاۃِ الْحَقِّ خلق پر اتنی ہی شفقت کرو جس سے کہ اللہ تعالیٰ ناراض نہ ہوں، پھر اس کا اثر یہ ہوتا ہے کہ جب وہ بچے بڑے ہوتے ہیں تو وہ بھی احتیاط کرتے ہیں کہ ہمارے بزرگ، ہمارے باپ کے شیخ ہم سے احتیاط کرتے تھے، ہمیں بھی بچنا چاہیے۔ تو یہ آج کل جو ماسیاں گھر میں کام کرتی ہیں کہ کوئی کیاری صاف کررہی ہے، جھاڑو لگا رہی ہے، پونچا کر رہی ہے تو جن دنوں میں ہمارا گھر خالی ہو، ہمارے بیوی بچے گھر میں نہ ہوں ان کو گھر میں مت آنے دو، یہ جائز

نہیں ہے کیونکہ خلوت کا قوی امکان ہے اگر چہ آپ باہر بیٹھے ہوئے ہوں لیکن جس اختیار سے آپ گیٹ آؤٹ ہیں، اسی اختیار سے آپ اِنْ (In) بھی ہو سکتے ہیں، جو اختیار آپ کو باہر بٹھائے ہوئے ہے وہی اختیار آپ کو اندر بھی کر سکتا ہے لہٰذا کپڑے خود دھولو، پیالی خود صاف کر لو، جسم پر تکلیف اٹھا لو لیکن اللہ تعالیٰ کو ناراض نہ کرو، زیادہ سے زیادہ آپ کو جھاڑو لگانی پڑے گی، ورنہ گھر کو گندا ہی رہنے دو، دل تو صاف رہے گا۔ ہم کہتے ہیں تین دن بغیر صفائی کے ایسے ہی رہنے دو، دل کی صفائی زیادہ مقدم ہے، یہ کیا کہ گھر کو تو چکنا کر دیا، صفائی ہوگئی پوچے لگوا دیئے لیکن اس دوران دل میں کتنے گندے وسوسے آ گئے۔ اور یہ بھی بتا دوں کہ عمر کی زیادتی گناہ سے مانع نہیں ہے، بعض لوگوں نے مجھ سے کہا کہ مجھے فلاں کی طرف کوئی خاص خیال نہیں ہے، لیکن بعد میں انہی سے گناہ سرزد ہوا، لہٰذا خاص خیال سے بھی بچو، عام خیال سے بھی بچو، جو کہتے ہیں کہ کوئی خاص تقاضا نہیں ہوتا تب بھی احتیاط کرو، جو بزرگوں کا راستہ ہے وہی اختیار کرو۔

ہمارے بزرگوں کی تقویٰ میں احتیاط

میرے شیخ نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اپنی بیٹی کے گھر تشریف لے گئے، اس وقت بیٹی گھر میں اکیلی تھی، تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیٹھے نہیں تیزی سے باہر چلے گئے۔ میرے شیخ نے بھی ہمیشہ اپنی بیٹیوں سے نگاہ نہیں ملائی، بالغ ہونے کے بعد ان سے نظر نیچی کر کے بات کرتے تھے، احتیاط کرنا کوئی جرم ہے؟ احتیاط میں تو ہر صورت میں فائدہ ہے، اَلْمُتَّقِیْ مَنْ یَّتَّقِ الشُّبُهَاتِ جہاں شبہ بھی ہو وہاں بھی مت ٹھہرو۔ میرے یہاں بھی ماسیاں ہیں لیکن جس دن میرے بال بچے گھر سے کہیں چلے جاتے ہیں، گھر خالی ہوتا ہے، میں فوراً اعلان کر دیتا ہوں کہ دیکھو! ایک ہفتہ تک اِدھر کا رُخ بھی نہ کرنا۔ خبر دار!

میرے گھر میں اِنْ (In) نہ ہونا، دروازہ بھی نہ بجانا، سات دن کے بعد پتا کرو کہ ہمارے گھر کی عورتیں آئیں یا نہیں؟ جب عورتیں آجائیں تب عورتوں کو آنے دو، جب عورتیں نہیں ہیں تو عورت کو کیوں آنے دیتے ہو، کل کو شیطان بہکا سکتا ہے۔ اس لئے اس مسئلے کو بھی پھیلاؤ، جتنے مولوی صوفی ہیں اپنے گھروں میں ماسیوں کو اس زمانہ میں نہ آنے دو جب تمہارے بیوی بچے اپنے ماں باپ کے یہاں یا کہیں بھی گئے ہوئے ہوں، خالی گھر میں ان کو مت بلاؤ، اجنبیہ عورت اور اَمرد کے ساتھ خلوت حرام ہے۔

حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میرے بھتیجے مولانا شبیر علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ (مہتمم خانقاہ تھانہ بھون) نے میرے پاس کسی کام سے بے داڑھی مونچھ کا ایک لڑکا بھیجا تو میں نیچے اتر آیا اور میں نے کہا کہ میرے حجرہ میں اکیلے میں ان لڑکوں کو مت بھیجا کرو جن کی داڑھی مونچھ نہیں ہے۔ میں اس زمانہ میں ایک تحقیق پیش کرتا ہوں کہ ہلکی ہلکی داڑھی بھی کافی نہیں ہے اور دو سو برس پہلے علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی لکھ دیا تھا کہ:

((فَإِنَّ بَعْضَ الْفَسَقَةِ يُقَدِّمُ ذَا اللِّحْيَةِ الْقَلِيْلَةِ عَلَى الْاَمْرَدِ الْحَسَنِ))

(ردالمحتار علی الدر المختار: کتاب الحظر والاباحۃ؛ فصل فی البیع؛ ج ٦ ص ٤٠٨)

تھوڑی تھوڑی داڑھی والوں سے بھی احتیاط کرو جن کی ہلکی داڑھی ہو اور چہرہ کی طرف کشش ہو، میلان ہو، جب میلان ہوا تو سمجھ لو میلا آگیا، ہندو لوگ ہندی زبان میں پاخانہ کو میلا کہتے ہیں۔ بس قلب کا قبلہ ہر وقت اللہ کی طرف نوّے ڈگری رہنا چاہیے، اگر ایک اعشاریہ بھی اِدھر اُدھر ہو جائے تو وہاں سے بھاگ جاؤ کیونکہ ایک اعشاریہ جھکاؤ بھی پوری دیوار کو گرانے کے لئے کافی ہے، اگر کوئی دیوار نائنٹی (۹۰) ڈگری سے ایٹی نائن (۸۹) ڈگری ہو جائے تو انجینئر کہتے ہیں کہ اس گھر میں رہنا مناسب نہیں ہے، کسی وقت بھی دیوار گر سکتی ہے۔

تو کیا وجہ ہے کہ جہاں آپ کے قلب کا قبلہ اِدھر اُدھر ہو رہا ہے ایسی صورتوں کے ساتھ کیوں رہتے ہو؟ وہاں سے فرار واجب ہے، ایک لمحہ کا قرار بھی حرام ہے فَفِرُّوْآ اِلَی اللّٰہِ کا عکس کرو، قضیہ عکس کر کے دیکھو کہ اگر کسی نمکین اور حسین چہرہ سے ایک لمحہ آپ نے نظر کو ٹکا دیا تو قرار ہوا یا نہیں ہوا؟ فرار کی ضد ہے قرار، فَفِرُّوْا کے حکم کی نافرمانی ہوگئی، فَفِرُّوْآ اِلَی اللّٰہِ اَیْ عَمَّا سِوَی اللّٰہِ غیر اللہ سے بھاگو، جہاں فرار کا حکم ہے وہاں تم کیسے قرار پکڑے ہوئے ہو کہ اپنی شعاعِ بصریہ اس پر ڈالے ہوئے ہو، آنکھوں کی روشنی سے قرار پکڑا ہوا ہے تو یہ اللہ کی نافرمانی ہے یا نہیں؟ اور کچھ پاؤ گے بھی نہیں، یہ عجیب احمقانہ گناہ ہے، پاگلوں کی طرح دوسروں کی بیوی کو دیکھنا جبکہ رات کو اپنی ہی بیوی ملے گی، تو دن بھر اپنی آنکھوں کو خراب کرنا، دل کو خراب کرنا اور دماغ کو خراب کرنا، اگر یہ کوئی معمولی بات ہوتی، مکروہ بھی ہوتی تو بھی کہا جاتا کہ چلو بھئی حرام تو نہیں ہے، بے چارہ مکروہ ہی تو کر رہا ہے اگرچہ مکروہ محبوب کی ضد کو کہتے ہیں اَلْمَکْرُوْہُ ھُوَ ضِدُّ الْمَحْبُوْبِ تو پھر اللہ کا محبوب کیسے بنے گا؟

نظر کی حفاظت کا حکم براہِ راست نازل نہ کرنے کا راز

لیکن نظر بازی صرف مکروہ نہیں ہے، حرام ہے کیونکہ یہ تو قرآن پاک کا حکم ہے یَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِھِمْ اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے فرمایا قُلْ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ آپ ایمان والوں سے کہہ دیجئے کہ اپنی نظر کی حفاظت کریں، اس میں کیا راز ہے؟ کیا خود اللہ تعالیٰ ایمان والوں کے لیے براہِ راست یہ حکم نازل نہیں فرما سکتے تھے؟ جیسے اور حکم نازل فرمائے ہیں کہ نماز پڑھو، روزہ رکھو، ہر حکم تو خود نازل فرمایا مگر حفاظتِ نظر کا حکم ہمیں بواسطہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم دیا، میرے قلب میں ایک بات آئی ہے کہ یہ غلبۂ حیا ہے، اللہ تعالیٰ نے خود ہم سے نہیں فرمایا کہ اپنی نظروں کی حفاظت کرو، جیسے بعض وقت باپ اپنے بیٹوں کی

نالائقی پر خود تنبیہ نہیں کرتا بلکہ اپنے دوستوں سے کہتا ہے کہ میرے بیٹوں کو بتا دو کہ کسی کی بہو بیٹی کو نہ دیکھیں۔تو نظر کی حفاظت کرنا قرآن پاک کا حکم ہے اور بخاری شریف کی حدیث ہے:

((زِنَا الْعَیْنِ النَّظَرُ))

(صحیح البخاری:(قدیمی)؛باب زنا الجوارح دون الفرج ؛ ج ۲ ص ۹۲۳)

نظر ڈالنا آنکھوں کا زنا ہے۔آپ بتاؤ محض مکروہ فعل کے لئے یہ عنوان آسکتا ہے؟ آج اچھے خاصے دین دار بھی بدنظری کی بیماری کو اہمیت نہیں دیتے،خوب نامحرموں سے باتیں کرتے ہیں۔

میں بتاتا ہوں کہ بدنظری کی بہت سی قسمیں ہیں،ایک نظر تحقیقی ہے کہ دیکھیں یہاں بے پردگی کتنی زیادہ ہے تاکہ ہم منبر سے اس کو بیان کریں کہ فلاں جگہ پر ایسی بے حیائی ہے،حُسن کے ریسرچ آفیسر بنے ہوئے ہیں، یہ بھی حرام ہے کہ دیکھ رہے ہیں کہ بھئی! ٹانگیں کہاں تک کھلی ہوئی ہیں؟ ران کہاں تک کھلی ہوئی ہے؟ یہ ریسرچ بھی حرام ہے، بالکل نظر مت ڈالو، ریسرچ مت کرو، نظر کو بچاؤ اور حُسن کی عریانیوں کی پلاٹنگ مت کرو،کسی نئے ملک کے کسی شہر میں جا کر یہ مت دیکھو کہ یہاں کا معاشرہ ہم کو دیکھنا چاہیے تاکہ ہم اپنے ملکوں میں اس کو بیان کریں، اس خبیث حرکت سے آپ کا بیان ہی ناقابلِ بیان ہو جائے گا۔ میں اس زمانہ میں ولی اللہ بننے کا بہت آسان اور شارٹ کٹ راستہ بتاتا ہوں۔

آؤ دیارِ دار سے ہو کر گذر چلیں
سنتے ہیں اس طرف سے مسافت رہے گی کم

وہ آسان راستہ یہ ہے کہ بس نظر بچاؤ اور ولی اللہ ہو جاؤ، سارے اعمال کی توفیق خود بخود ہو جائے گی ،ان شاء اللہ کیونکہ جو آدمی مشکل پرچہ حل کرلیتا ہے کیا آسان حل نہیں کرسکتا؟

حلاوتِ ایمانی کی پانچ علامات

حلاوتِ ایمانی دل میں آئے گی تو کیا اس کی علامات ظاہر ہوں گی؟ محدثِ عظیم ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ جس کے قلب میں نظر بچانے سے حلاوتِ ایمانی آتی ہے، ایمان کی مٹھاس آتی ہے تو پانچ علامتیں خود بخود ظاہر ہوتی ہیں، ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے حلاوتِ ایمانی کی یہ پانچ علامتیں لکھی ہیں: (مرقاۃالمفاتیح:(رشیدیہ)، ج ۱ ص ۱۴۱) جب اتنی چیزیں ظاہر ہوں گی تو وہ کیسے ولی اللہ نہ ہوگا؟

پہلی علامت:......اِسْتِلْذَاذُ الطَّاعَاتِ اس کو عبادت میں مزہ آنے لگتا ہے۔

دوسری علامت:...... اِیْثَارُھَا عَلٰی جَمِیْعِ الشَّھَوَاتِ وَالْمُسْتَلَذَّاتِ اللہ کی فرماں برداری کو مقدم کرے گا اور حرام لذتوں کو پیچھے کرے گا، ان سے توبہ کرلے گا۔ یہ علامت حلاوتِ ایمانی کی ہے، جو نظر بچائے گا اس کے دل میں ہر وقت حلاوتِ ایمانی کی فراوانی ہوگی، اور جب حلاوتِ ایمانی عطا ہوگی تو کیا یہ سب علامات پیدا نہیں ہوں گی؟ جو اللہ تعالیٰ کی خوشیوں کو مقدم کرے گا، اپنی خوشیوں کا خون کرے گا، اپنے دل کو توڑے گا مگر اللہ کے قانون کو نہیں توڑے گا اور کہے گا کہ یا اللہ! آپ کے حکم کی فرماں روائی اور آپ کے عظیم الشان قانون کے مقابلہ میں میرا دل کچھ بھی قیمت نہیں رکھتا، میرے دل کی کوئی قیمت نہیں ہے، ہم بِجَمِیْعِ اَعْضَآئِہٖ غلام ہیں، ہمارا دل کیا چیز ہے؟ یہ دل بھی آپ کا غلام ہے۔ تو حلاوتِ ایمانی کے لوازم میں سے ہے کہ بری خواہشات پر اپنے اللہ کی خوشی کو ترجیح دے گا۔

تیسری علامت:...... تَحَمُّلُ الْمَشَاقِّ فِیْ مَرْضَاۃِ اللہِ وَرَسُوْلِہٖ اللہ اور اس کے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خوش کرنے کے لئے ہر تکلیف اٹھائے گا، یہ نہیں کہ دو چار دفعہ گناہ کا تقاضا ہوا تو گناہ کرلیا کہ بھئی! اب تو برداشت نہیں ہو رہا، چلو گناہ کرلیں۔

چوتھی علامت:...... تَجَرُّعُ الْمَرَارَاتِ فِی الْمُصِیْبَاتِ ہر مصیبت میں اللہ پر راضی رہے گا، چاہے نظر بچانے میں مصیبت کا کتنا ہی احساس ہو، اس غم کو گھونٹ گھونٹ پی جائے گا اور کہے گا کہاں یہ میری قسمت ؎

نشود نصیبِ دشمن کہ شود ہلاکِ تیغت
سرِ دوستاں سلامت کہ تو خنجر آزمائی

اے خدا! دشمنوں کا یہ نصیب نہ ہو کہ وہ آپ کے حکم کی تلوار اپنی گردن پر چلائیں، ہم دوستوں کا سر سلامت رہے کہ ہر وقت آپ پر فدا ہوں۔

پانچویں علامت:...... اَلرِّضَا بِالْقَضَآءِ فِیْ جَمِیْعِ الْحَالَاتِ۔ یہ اخلاص سے بھی اونچا مقام ہے۔ میرے شیخ شاہ عبدالغنی صاحب پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ نے مجھ سے فرمایا کہ حضرت حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ نے مجھ سے پوچھا کہ بتاؤ مولانا عبدالغنی! اخلاص سے بھی کوئی اونچا مقام ہے؟ میرے شیخ نے فرمایا کہ حضرت! مجھے نہیں معلوم، میں تو اخلاص ہی کو سب سے اونچا مقام سمجھتا ہوں۔ تو حکیم الامت حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے خود ہی فرمایا کہ اخلاص سے بھی اونچا مقام اللہ کی مرضی پر راضی رہنا ہے، جب ان کی مرضی ہے کہ ہم کسی کو بری نظر سے نہ دیکھیں تو اسی پر راضی رہو۔ حرام خوشی اپنے دل میں مت آنے دو، یہ اللہ سے بے وفائی ہے۔ اللہ کے اہلِ وفا کون لوگ ہیں؟ جو اللہ تعالیٰ کی مرضی پر فدا رہتے ہیں، ایک لمحہ بھی اللہ سے بے وفائی اور اس کے حکم کی نافرمانی کر کے حرام لذت دل میں نہیں لاتے مگر یہ کہ بشریت کے طور پر صدورِ خطا ہو جاتی ہے لیکن پھر ان کی آہ وزاری بھی غضب کی ہوتی ہے، اگر ان کی آہ وزاری سن لو تو تمہارے کلیجے پھٹ جائیں۔

حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ کی گریہ وزاری

حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ کعبہ شریف میں استغفار و توبہ میں اتنا روتے تھے کہ ہم سے

سننے والوں کے کلیجے پھٹتے تھے، تو حاجی صاحب کا کیا حال ہوتا ہوگا؟ آپ لوگوں نے اللہ والوں کی گریہ وزاری دیکھی کہاں ہے؟ اس لئے ایک ہی بلا سے اپنی جان بچالو، ان ملکوں میں جنوبی افریقہ، لندن، امریکا جہاں جہاں بھی بے پردگی ہے آپ نظر کی حفاظت سے ولی اللہ ہوجائیں گے ان شاء اللہ تعالیٰ۔ یہ اللہ تک پہنچنے کا شارٹ کٹ راستہ ہے۔ بتاؤ! شہید جلد اللہ والا بنتا ہے یا نہیں؟ کیا یہ شہادت نہیں ہے کہ ہر وقت بری خواہشات کو مار رہا ہے۔

اب ہماری پاکستان واپسی کا وقت قریب آرہا ہے، وصل کی گھڑیاں ختم ہورہی ہیں، اس گھڑی کے لئے تو کتنی گھڑیاں گنی گئیں، حضرت شاہ عبدالغنی صاحب پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ ایک شعر پڑھتے تھے ۔

وصل کا دن اور اتنا مختصر
دن گنے جاتے تھے جس دن کے لئے

اس دن کے لئے دن گنے جاتے تھے اور یہ دن خود کتنا مختصر تھا۔ بس دوستو! اللہ ہم سب کو قبول فرمائے اور ہمارے گھر والوں کو، دوست احباب، غائبین و حاضرین اور میری ذُرّیات کو اے خدا اپنا بنالے، ہم اپنی نالائقی سے آپ کے نہ بھی بننا چاہیں تب بھی ہم کو جذب کرلے، اپنا فضل فرما کر ہم سب کو اپنا بنالے، ہم سب کو اپنے اولیاء کی حیات عطا فرمادے، ہم ایک لمحہ بھی آپ کو ناراض نہ کریں، آپ سے دور نہ ہوں، گناہوں کی خباثت اور لعنت سے اے خدا! ہم سب کو نجات عطا فرمادے، اے اللہ تعالیٰ! جو کچھ کہا سنا سب قبول فرمالے، ہماری نیکیوں کو قبول فرمالے اور گناہوں کو، کوتاہیوں کو معاف فرمادے، آمین۔

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّآ اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ وَتُبْ عَلَيْنَآ
اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى
خَيْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِيْنَ
بِرَحْمَتِكَ يَآ اَرْحَمَ الرّٰحِمِيْنَ

دعائیہ مناجات از حضرت شیخ الاسلام مفتی محمد تقی عثمانی صاحب دامت برکاتہم

دربار میں حاضر ہے اک بندۂ آوارہ
آج اپنی خطاؤں کا لادے ہوئے پشتارہ

سرگشتہ و درماندہ بے ہمت و ناکارہ
وارفتہ و سرگرداں بے مایہ و بےچارہ
شیطاں کا ستم خوردہ اس نفس کا دکھیارہ
ہر سمت سے غفلت کا گھیرے ہوئے اندھیارہ
آج اپنی خطاؤں کا لادے ہوئے پشتارہ
دربار میں حاضر ہے اک بندۂ آوارہ

جذبات کی موجوں میں لفظوں کی زباں گم ہے
عالم ہے تحیر کا یارائے بیاں گم ہے
مضمون جو سوچا تھا کیا جانے کہاں گم ہے
آنکھوں میں بھی اشکوں کا اب نام و نشاں گم ہے
سینے میں سلگتا ہے رہ رہ کے اک انگارہ
آج اپنی خطاؤں کا لادے ہوئے پشتارہ
دربار میں حاضر ہے اک بندۂ آوارہ

آیا ہوں ترے در پر خاموش نوا لے کر
نیکی سے تہی دامن انبارِ خطا لے کر
لیکن تری چوکھٹ سے امیدِ سخا لے کر
اعمال کی ظلمت میں توبہ کی ضیاء لے کر
سینے میں تلاطم ہے دل شرم سے صدپارہ
آج اپنی خطاؤں کا لادے ہوئے پشتارہ
دربار میں حاضر ہے اک بندۂ آوارہ

امید کا مرکز یہ رحمت سے بھرا در ہے
اس در کا ہر اک ذرہ رشکِ مہ و اختر ہے

محروم نہیں کوئی اس در سے یہ وہ در ہے
جو اس کا بھکاری ہے قسمت کا سکندر ہے
یہ نور کا قلزم ہے یہ امن کا فوارہ
آج اپنی خطاؤں کا لادے ہوئے پشتارہ
دربار میں حاضر ہے اک بندۂ آوارہ
یہ کعبہ کرشمہ ہے یا رب تری قدرت کا
ہر لمحہ یہاں جاری میزاب ہے رحمت کا
ہر آن برستا ہے ہُن تیری سخاوت کا
مظہر ہے یہ بندوں سے خالق کی محبت کا
اس عالم پستی میں عظمت کا یہ چوبارہ
آج اپنی خطاؤں کا لادے ہوئے پشتارہ
دربار میں حاضر ہے اک بندۂ آوارہ
یا رب مجھے دنیا میں جینے کا قرینہ دے
مرے دلِ ویراں کو الفت کا خزینہ دے
سیلاب معاصی میں طاعت کا سفینہ دے
ہستی کے اندھیروں کو انوارِ مدینہ دے
پھر دہر میں پھیلا دے ایمان کا اُجیارہ
آج اپنی خطاؤں کا لادے ہوئے پشتارہ
دربار میں حاضر ہے اک بندۂ آوارہ
یارب مری ہستی پر کچھ خاص کرم فرما
بخشے ہوئے بندوں میں مجھ کو بھی رقم فرما
بھٹکے ہوئے راہی کا رخ سوئے حرم فرما
دنیا کو اطاعت سے گلزارِ اِرم فرما
کر دے مرے ماضی کے ہر سانس کا کفارہ
آج اپنی خطاؤں کا لادے ہوئے پشتارہ
دربار میں حاضر ہے اک بندۂ آوارہ